بسم اللہ الرحمن الرحیم

موءودہ

مصنفہ

مصور غم علامہ راشد الخیری صاحب دہلوی

باخذ جملہ حقوق

دار الاشاعت رسالہ صوفی

پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

کیلئے

تلک سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ [illegible] پرنٹر چھپا

بار دوم ۱۰۰۰ قیمت فی جلد ۸/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

موودہ

مصنفہ

مصورِ غم علامہ راشد الخیری صاحب دہلوی

باخذ جملہ حقوق

دار الاشاعت رسالہ صوفی

پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

کیلئے

تاک سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ [illegible] پرنٹر چھپا

بار دوم ۱۰۰۰ قیمت فیجلد ۸/

سیرۃ حضرت فاطمۃ الزہرا رضؓ

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات زندگی میں ایک جامع اور مفصل کتاب ایسے دردانگیز واقعات سے پُر ہے جس کے مطالعہ سے روتے روتے ہچکی بندھ جاتی ہے بنت الرسولؐ کے حالات۔ ہر ایک شریف عورت کے پڑھنے کے قابل ہیں۔ جن سے عبادت خدا۔ محبت خلق۔ ایثار سلیقہ۔ ہمدردی بنی نوع انسان۔ سخاوت۔ تربیت اولاد۔ خدمت والدین۔ اطاعت شوہر۔ کفایت شعاری وغیرہ کے ہزاروں مفید سبق ہماری مستورات سیکھ سکتی ہیں مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے تفصیلی سطحی خاکے۔ اور آپکا شجرہ نسب کتاب کے حسن کو دوبالا کر رہے ہیں۔ جنت البقیع۔ مسجد بیت الحزن۔ آپکے مزار مقدس پر برقی روشنی کا نظارہ مشہد امام حسین۔ جامع سیدنا حسین۔ جامع اموی کا اندرونی محراب اور دیگر کئی فوٹو کی تصویریں خرچ کثیر سے تیار کرا کر کتاب کے ساتھ لگادی گئی ہیں۔ ہندوستان کے تمام چوٹی کے شاعروں کی نظمیں اس کتاب کیلئے خاص طور سے حاصل کیگئی ہیں۔ جس سے کتاب کی خوبی دوچند ہوگئی ہے۔ ولایتی کاغذ۔ ولایتی طرز کی جلد جس پر مصنف کا نام رُپہلی حروف میں کندہ ہے۔ حجم ۳۰۰ صفحہ قیمت مجلد ؎ بلا جلد عہ

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر کارخانہ صوفی آبجیات پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

موءُودہ کا بچپن ہماری نگاہ کے روبرو اور اس کی پیدائش اور پیدائش کا اہتمام
ہماری آنکھ کے سامنے ہے۔ یہ تو خدا اس ماں بیچاری کو کروٹ کروٹ جنت
نصیب کرے جس کے طفیل بدنصیب کو یہ نام بھی میسّر ہو گیا ورنہ سنگدل باپ
مودود حسن کا بس چلتا تو مسیتاً کلو مٹلو نہ معلوم کیا نام نصیب ہوتا ولادت کا سامان
اور پیدائش کی تیاریاں دنوں پیشتر اور مہینوں پہلے شروع ہو چکی تھیں۔ کنبہ
بھرپور اور خاندان پورا تھا مگر بڑے سے چھوٹے اور مرد سے عورت تک ہر شخص اپنی
توقعات میں کچھ ایسا متیقّن تھا کہ بیٹی کے پیدا ہونے کا وہم و گمان بھی تو نہ ہوتا۔
بہ ظاہر سب مسلمان تھے اور تھے کیا سمجھتے بھی تھے اور تھے بھی لیکن خدا سے کسی
واسطہ کا یقین یا شبہ مرنے کے بعد ہو تو ہو دُنیا میں تو ہر کوشش کا نتیجہ کبھی اپنی
عقلمندی پر محمول کیا اور کبھی واقعات پر یہاں تک ہُوا ہے اور ایک دو دفعہ نہیں
کئی دفعہ کہ کبھی کسی بڑی بوڑھی مُغلانی ماما نے خوش ہو کر دُعا دی کہ خدا سپوتا
کرے تو بجائے خوش ہونے کے مودود صاف بگڑ گیا اور کہہ دیا بیٹی ذلیلوں کے
یہاں ہوتی ہے ہم سے کیا واسطہ ہمارے یہاں بیٹا یقینی اُچھلتا کودتا بیٹا
سات دودھ دھویا بیٹا بیٹیوں کی کمی کیا تین بیٹے اور موجود تھے۔ کچھ یہ نہ تھا
کہ مودود نگوڑا نا بیٹا ہو مگر پھر بھی کیفیت یہ تھی کہ جس روز سے امید کی خبر سُنی
بیوی کی خاطر مدارات اور اپنے خیالات و توقعات میں آسمان زمین کا فرق ہو گیا

یہ کچھ موودوہی کی حالت نہیں خاندانی مراق تھا کہ اسی برس کے بڈھے پھونس
بھی اسی ارمان میں مرے کہ ایک لڑکا اور ہوجاتا مغلوں کا یہ بابری خاندان
کتنا ہی بڑھ بڑھ کر بولے اور چڑھ چڑھ کر کہے ان کی نجابت وشرافت ہمارے
سر آنکھوں پر مگر عورت کے متعلق تو انہوں نے جہالت قبل از اسلام کا پورا
نمونہ دکھلا دیا اور ایسے ظالم شقی القلب وسفاک نکلے کہ ان کے خیال سے
بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ موودو کا پردادا پتھر انسان تھا جسنے
بھرے پنچوں کے سامنے اور تمام خاندان کے روبرو دو بے زبان بچیوں کا
گلا گھونٹ کر پیوند زمین کر دیا اور تیوری پر بل تک نہ دیا ہنس ہنس کر مارا
اور کھل کھل کر دبایا بابری اسکو جی چاہے کہیں اور جو جی میں آئے سمجھیں مگر
ہم تو خدا کی قدرت ہی کہینگے کہ پوری ایک صدی تک خاندان بھرمیں لڑکی پیدا نہ
ہوئی بچے ہوئے اور اگر تمام خاندان کا حساب کرو تو سال میں ایک یا دو نہیں تین تین
اور چار چار مگر جہاں دیکھو لڑکا اور جدھر دیکھو لڑکا اس اعتبار سے تو موودہ چنداں
قابل الزام نہیں کہ لڑکوں ہی کی پیدائش میں بچہ ہوا اور اسی میں جوان مگر بیوقوف
اتنا تو سمجھتا کہ یہ ہم جو دوسروں کی بیٹیاں دھڑا دھڑ لا رہے ہیں تو ہم میں ایسے کیا
سرخاب کے پر ہیں لیکن اتنی عقل ہوتی تو رونا کاہیکا تھا بابری خاندان کے جوان
کی پہچان الگ تھی دونوں موچھیں آسمان سے باتیں کرتی تھیں اور یہ انکی آن کہ
صرف لڑکی کی پیدائش ہی ان کو نیچا کرے گی پورے سو سال تک زور شور سے
رہی مگر موودو کی بیوی محسنہ کی یہ امید بلائے بے درماں ثابت ہوئی۔ اہتمام کی
شان یہ تھی کہ وضع حمل سے مہینہ مہینہ بھر پہلے دنیا بھر کے ہیجڑے اور بھانڈ
میراسنیں اور طائفے آکر جمع ہو گئے روپیہ کی کمی نہ تھی ایک موودو اکیلا پورے
تعلقہ کا مالک اور دو لاکھ کی جائداد پر قابض تھا۔

علاقہ میں اس سے بڑے بڑے تعلقہ دار ایک دو نہیں دس پانچ موجود تھے
مگر وہ بھی ایسا گیا گذرا نہ تھا برابر کی ملاقات رکھتا اور پوری ٹکر جھیلتا جلسوں میں
چندوں میں تجویزوں میں اعلانوں میں اس کی شخصیت کسی سے کم نہ رہتی تھی بڑی
بات اس کا دل تھا کہ اشرفیاں جب تک جیا ٹھیکریوں کی طرح اُٹھائیں اور دولت
جس وقت تک رہا کوڑیوں کی مانند بھائی گھوڑے ۔ گائے بھینس ۔ گاڑیاں چھکڑے
یہ وہ غرض زمینداری کا بکھیڑا جو جو کچھ بھی ہوتا ہے اسکے یہاں کسی چیز کی کمی نہ تھی بلکہ
کئی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ وقت پر کوئی چیز کسی کے یہاں نہ ملی ساری بستی میں ڈھونڈھی
اور ملی تو مودود کے ہاں افسوس اسبات کا ہے کہ ایسے گھر اور ایسے شخص کے گھر میں
جو وقعت بیوی کی ہونی چاہیئے وہ نہ تھی اسکو بیوی کی محبت ضرور تھی اور اس سے بھی انکار
نہیں کہ وہ بعض اوقات اسکی تکلیف سے متاثر بھی ہوا مگر یہ جذبہ محبت اس پرند سے
کم نہ تھا جو کنار دریا پر مادہ کے شکار ہو جانیسے چند لمحہ کیواسطے درختوں کی شاخوں
پر بیٹھ بیٹھ کر مضطربانہ واویلا کرتا ہو اور تھوڑی دیر بعد قطعاً فراموش کردے ہماری
رائے میں جو تعلق مودود کو محسنہ سے تھا اس پر محبت کا اطلاق بہت مشکل سے ہو گا یہ
صحیح کہ وہ اس کے آرام و آسائش کا کھانے پینے کا روٹی کپڑے کا رہنے سہنے کا خیال
رکھتا انتظام کرتا مگر اسکا بڑا حصہ بھی اسکی نفسانیت سے متعلق تھا ۔ چنانچہ کئی دفعہ ایسا
ہوا ہے کہ محسنہ بیمار ہوئی بلکہ ایک دفعہ تو خدا ہی کے یہاں سے بچی گرمی میں نمونیا ہوا
اور اس شدت کا کہ دیکھتے ہی دیکھتے جان کے لالے پڑ گئے مودود کیا حکیم اور ڈاکٹر سب
مایوس ہو چکے تھے مگر زندگی تھی بچ گئی ۔ ایسے شدید مرض اور خطرناک عالالت سے بچنا
ہنسی کھیل نہ تھا ۔ نقاہت اس درجہ بڑھی کہ مہینہ ڈیڑھ مہینہ تک چلنے پھرنے کے
قابل نہ ہو سکی مودود دس پانچ روز تک تو خاموش رہا مگر پھر صاف کہہ دیا اور کچھ چھپے
سے نہیں چوری چھپے نہیں کھلم کھلا اور ہانکے پکارے کہ ڈوٹا باسن کیسر کے سر

اگر بیماری کا یہی رنگ اور مرض کے یہی ڈھنگ ہیں تو چندروز کیواسطے میکے چلی
جاؤ تندرست ہو کر چلی آنا مجھے تو اور تمہاری طبیعت دیکھ دیکھ کر اذیت ہوتی ہے
یہ بھی کوئی بیماری ہے کہ اِدھر نہ اُدھر اُدھر میں پڑے لٹک رہے ہیں موت یا زندگی
دو ہی چیزیں ہیں آدمی اُٹھ بیٹھا یا چلدیا چلو چھٹی ہوئی اوپر والوں کو تو کھٹائی میں نہ
ڈالا ہنسنا یا رونا دو ہی کام ہیں ہنسنا ہُوا ہنس لئے رونا ہُوا رو لئے مگر جو کچھ ہونا ہے
ایکدفعہ ہولے یہ کیا کہ دن رات رو رہے ہیں بیمار تم ہو اور پریشان میں کوئی کام
میں نہیں کرسکتا کوئی کاج مجھ سے نہیں ہوتا کہیں جانے کا میں نہیں آنے کا میں
نہیں آنکھ سے اوجھل ہو جاؤ گی تو یہ ہر وقت کی تشویش تو رفع ہو جائے گی +

یہ ہیں وہ وجوہ جن کی بنا پر ہم کہتے ہیں کہ گو کنبہ بھر میں موءُدہ کی محبت مشہور
تھی اور لوگ سمجھتے تھے کہ محسنہ کی زندگی بیشک اور بے شبہ کامیاب زندگی ہے مگر
حقیقی محبت جو کامیابی کا راز ہے محسنہ کو میسر نہ ہوئی یُوں تو جانور پال لیتے ہیں اس کا
بھی خیال ہو جاتا ہے ہاں اس سے انکار نہیں کہ دیکھنے میں بعض باتیں اس سے ایسی
ظہور میں آئیں کہ محبت کیا عشق کے درجہ کو پہنچ رہی تھیں۔ مونیا کے ابتدائی تین
دن اور تین راتیں اس طرح گذاریں کہ اسنے بیوی کی پٹی دم بھر کو بھی نہ چھوڑی ایک
چھوڑ تین تین لڑکے تھے معاملہ کو سمجھ اور بات کو دیکھ سکتے تھے۔ ماں کیواسطے جسقدر
مضطرب اور جتنے بیقرار ہوتے جائز تھا مگر آئے بیٹھے پوچھا، اور چلے گئے خدمت جسکا
نام ہے اور ہمدردی جس کو کہتے ہیں وہ بلاریب موءُدہ نے کی مگر یہ جو کچھ تھا باسی
کڑھی کا ابال یا دودھ کا جوش دو تین روز کے بعد سب ختم چوتھے روز تو یہ رنگ
تھا کہ کھڑے کھڑے آیا ایک آدھ بات کی اور سیدھا ہولیا حد یہ ہے کہ کھانا جو
بارہ مہینے زنانہ میں کھایا باہر جانے لگا اس طبیعت کا انسان جس کے مزاج میں
استقلال کا کبھی خیال بھی پیدا نہ ہُوا صادق ہو ہی نہ سکتا تھا جس طرح اور بہت سی

باتیں تھیں کہ دل کی طرح دماغ میں آئیں اور وہ جوش پیدا ہوا کہ دیکھنے والے اور سُننے والے کہتے اور سمجھتے کہ یہ کام ضرور پورا کر کے چھوڑیگا اور چند روز بعد ایسا ٹھنڈا پڑا کہ اس سیلاب کا خواب میں بھی نشان نہ تھا اسی طرح یہ محبت کا طوفان بھی تھا کہ امنڈا نے پر آتا تو دنیا و مافیہا سب فراموش اور گیا تو ایسا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

المختصر ولادت کے اہتمام کی تو یہ دھوم دھام کہ ضرورت کی تمام چیزیں اور اس سلسلہ کا سب اسباب مہینہ ڈیڑھ مہینہ پہلے فراہم کر لیا حتیٰ کہ انگریزی دائی بھی اسے خواہ دائی کہو یا لیڈی ڈاکٹر پندرہ روز پہلے سے آموجود ہوئی اور عین وقت کیحالت یہ کہ ۳ بجے سے موءودہ دردزہ میں تڑپی ۲۴ گھنٹے دن کے اور ۷ گھنٹے رات کے بے انتہا پریشانی میں گذرے مگر رات کے ۲ بجے جب دائی گھبرا کر نکلی اور موءودہ کہنا چاہا کہ مجھ کو رنگ اچھے نظر نہیں آتے احتمال ہے کہ بچہ پیٹ میں مر گیا تو بیخبر پڑا خراٹے لے رہا تھا مگر یہ دائی کا وہم تھا اور وہ ڈرتی تھی کہ بڑا گھر ہے اگر کہیں ایسی ویسی ہو گئی تو نہ معلوم یہ شورے پُشت لوگ کیا مصیبت ڈھا دیں۔ درحقیقت درد کی انتہائی تکلیف سے چند لمحہ کے واسطے بچے کی حرکت بند ہو گئی تھی ورنہ اندیشہ کی بات نہ تھی پلٹ کر دیکھتی ہے تو بچہ زور شور سے پیٹ میں دوڑا پھر رہا ہے اپنی طرف سے کوئی ممکن تدبیر ایسی نہ تھی جو دائی نے چھوڑ دی ہو مگر بچہ پیدا نہ ہوتا تھا اور نہ ہوا موءذن اذان دے رہا تھا کہ موءودہ بھی بستر راحت سے اُٹھے کچھ نماز کیواسطے نہیں بلکہ لوگوں کے غل غپاڑے سے اور پہلی بات یہ ہی دریافت کی کہ کیا ہوا جب یہ سُنا کہ ابتک کچھ نہیں ہوا اور تکلیف بہت زیادہ ہے تو گھبرا کر دروازہ پر اور ایک آواز دیکر اندر گئے بیوی کو دیکھا کہ مچھلی کی طرح درد میں تڑپ رہی تھی دائی سے پوچھا کہ اسقدر دیر تو کبھی نہیں لگی اور ایسی تکلیف بھی آجتک نہیں ہوئی کیا وجہ ہے ؟

دائی۔ میری رائے میں بہت جلد بچہ پیدا ہو جائے گا۔ درد ہے ضرور مگر

جس شدت کا ہونا چاہیئے اتنی شدت کا نہیں ہے +

محسنہ کو دائی کا یہ جواب ناگوار ضرور ہوا اور اگر تکلیف کی یہ کیفیت نہ ہوتی تو وہ ضرور دائی کو ایسا جواب دیتی کہ وہ بھی عمر بھر یاد رکھتی مگر رُکتے رُکتے اتنا تو پھر بھی کہہ دیا کہ درد نے میری جان پر بنا دی اور آپ کی رائے میں ابھی درد شدت کا ہُوا ہی نہیں اور کیا جان نکل جائے تو درد کی شدت ہوگی +

اسوقت البتہ میاں کو بیوی سے یا بیوی کی تکلیف سے ہمدردی تھی مضطرب تھا پریشان تھا اندر آتا تھا باہر جاتا تھا دُعا نہیں مگر دوا میں کسی قسم کی کسر چھوڑی دائی دوسری آئی چوتھی آئی مگر دوپہر تک بچہ کسی طرح پیدا نہ ہوا غالباً ایک بجا ہوگا کہ ادھر سے بچہ کے رونے کی آواز کان میں آئی اُدھر دائی نے مبارکباد دی۔ لڑکی کی پیدائش کا خیال دماغ سے اسقدر دُور تھا کہ مودود ہی نے نہیں اور کسی نے بھی یہ دریافت کرنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی کہ کیا ہُوا۔ بچہ کو نہلا دُھلا زچہ کو ٹھیک ٹھاک کر جب دائی چلنے لگی تو اسنے کہا کہ "سخت وقت ہوئی ہے لڑکی پائل تھی" +

اب البتہ مودود نے ذرا تعجب سے سُنا مگر باوجود اس کے کہ دائی خالص انگریزی تھی اور یہ آنے جانے کا پہلا موقع مگر سمجھا کہ ہنسی سے کہتی ہے +

مودود۔ جی نہیں لڑکی تو ہمارے یہاں ہو ہی نہیں سکتی +

دائی۔ لڑکی پیدا ہوئی ہے +

مودود۔ کیا عرض کروں بس صاحب ناممکن ہے +

دائی۔ تو کیا آپ کی رائے میں مَیں غلط کہہ رہی ہوں +

مودود۔ جی نہیں۔ مگر آپ کو دھوکا ہُوا +

اسکے بعد دائی نے کچھ جواب نہ دیا اور چلی گئی مودود دائی کی اطلاع کو مذاق سمجھتا ہُوا اندر آیا تو بڑے لڑکے نے جس کی عمر ۹ برس کی تھی آگے بڑھ کر کہا

"اباجان ننھی بوا پیدا ہوئی"۔
باپ۔ کیا بک رہا ہے لڑکی نہیں ہو سکتی"۔
بیٹا۔ یہ ہی سب کہہ رہے ہیں مجھے تو خبر نہیں"۔

باپ بیٹوں کی ایک ہی بات ہوئی تھی کہ ہندوستانی دائی بولی میاں یہ بیٹی بھی نئو بیٹوں سے افضل ہے کہ اللہ نے تمہاری بیگم کی جان بچائی جان ہی کے لالے تھے بیٹا اور بیٹی یہ ہی دو چیزیں ہیں اللہ تیسری کا مُنہ نہ دکھائے"۔

موودو کو تو خیر رنج یا فکر جو کچھ بھی تھا مگر اصل رنج یا صدمہ جو کچھ تھا وہ محسنہ کو وہ ڈر رہی تھی کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ سناٹا تو اس کو اسی وقت آگیا تھا جب سُنا کہ لڑکی پیدا ہوئی اب اسوقت موودو کے آنے اور اس طرح گھبرانے سے دل اور بھی دھکڑ دھکڑ کر رہا تھا کہ خدا خیر کرے جب باپ کو پورا اطمینان ہو گیا کہ لڑکی پیدا ہوئی تو یہ یقین ایک بلا تھی ایک مصیبت تھی ایک آفت تھی کہ غصہ کے مارے چہرہ سُرخ آنکھیں لال بدن میں لرزہ اور ہاتھ پاؤں میں رعشہ تھا مُنہ سے کف اور آنکھ سے آنسو جاری ہو گئے ٹہلتا اور سانپ کی طرح سر دھنتا رہا کئی دفعہ قصد کیا کہ لڑکی کو اُٹھا کر زمین میں دے پٹخے یا گلا گھونٹ دے مگر جانتا تھا کہ خبر چھپنے اور بات دبنے والی نہیں سزا یقینی اور نتیجہ ظاہر فیصلہ یہ کیا کہ رات بے رات جب موقعہ دیکھوں گا کام تمام کروں گا یہ ہی طے کر باہر آیا مگر آ کر بیٹھا ہی تھا کہ تحصیلدار صاحب کی مبارکباد پہونچی اور ابھی اس مبارکباد سے پورا متاثر بھی نہ ہُوا تھا کہ تھانہ دار مُبارک مُبارک کہتے سر پر آ دھمکے"۔

(۲)

نکلی ہونٹوں چڑھی کوٹھوں بیٹی کا صرف پیدا ہونا تھا کہ تمام شہر میں خبر مشہور ہو گئی دوست آشنا عزیز اقارب افسر حکام سب ہی کو علم ہو گیا اس شہرت نے

منصوبوں کے چنے چنائے محل دم بھر میں ڈھا دیئے اور وہ جو گلا گھونٹنے کا قصد مصمم ہو چکا تھا وہ بھی ختم ہوا +

نزلہ بر عضوِ ضعیف بچی تو اس قابل تھی ہی نہیں کہ اس سے بدلہ لیتا لے دے کر ساری غلطی پورا قصور جو کچھ تھا وہ بیوی کا اس کے سر پڑی +

بات چیت میں کمی لینے دینے میں لاپرواہی خرچ برچ میں تساہل تو اول ہی روز سے ہو گیا تھا ایک ہفتہ بھر بعد تو نوبت یہاں تک پہنچی کہ کھڑے کھڑے برائے نام آیا اُلٹی سیدھی دو چار باتیں وہ بھی محبت یا ہمدردی کی نہیں غصہ اور خفگی کی کیں اور چل دیا لڑکی ابھی آٹھ ہی روز کی تھی کہ اس کی شادی بیاہ کے تمام نقشے آنکھ کے سامنے پھر گئے۔ یہ سچ ہاتھ دھو کر ایسا پیچھے پڑا کہ کھاتے پیتے سوتے جاگتے اُٹھتے بیٹھتے کسی موقعہ اور کسی حال میں وہ اس خیال سے علیحدہ نہ ہوتا محسنہ چند روز تک تو ہنس ہنس کے ٹالتی اور سُن سُن کی اُڑاتی رہی مگر ایک روز اس نے میاں سے کہہ ہی دیا +

"لڑکے اور لڑکی کی پیدائش خدا کے اختیار میں ہے ننھے پر خوشی اور ننھی پر ناخوشی خدا کی ناشکری ہے وہ بھی اسی کی دین ہے اور یہ بھی۔ تم جو مجھ سے ناخوش ہو تو کیا یہ میرے اختیار کی بات تھی کہ میں نے بیٹے کو بیٹی بنا دیا اگر یہ میرے بس کا کام ہوتا تو میں ایسا کیوں کرتی" +

موودود۔ کاش تم اس صدمہ سے واقف اِس رنج سے آشنا اور اس نتیجہ سے باخبر ہوتیں جو اس ناشدنی منحوس ناہنجار موؤدہ کی پیدائش میں مضمر ہے تو یہ الفاظ تمہاری زبان سے نہ نکلتے یہ لڑکی اپنے ساتھ ایک ایسی مصیبت لائی جس کا چارہ وہ مرض جس کا علاج وہ دُکھ جس کی دوا اور وہ آفت جس کا انسداد نہیں اس کی وجہ سے خاندان میں تفرقہ پڑا جو لوگ ننانوے سال شیر و شکر رہے وہ ایک ایک

تنکے کی طرح منتشر ہونگے جہاں پھوٹ کا کوئی نام بھی نہ جانتا تھا وہاں جنگیں
میں زوال پڑیگا خاندان اس کی ہستی سے برباد علاقہ اس کے ظہور سے تاراج اور
عزت اس کی پیدائش سے ذلت ہو جائیگی کیا تم اسوقت کے واسطے تیار ہو
جب ایک شخص اس کی پالکی میرے دروازہ سے بیاہ کر لیجاوے کیا مجھے وہ
وقت دیکھنا پڑے گا کہ ایک داماد میرے گھر پر بیٹھا ہو نہیں ہرگز نہیں موت بہت
بہتر ہوگی اس منظر سے۔ تم عورت ہو بیوقوف ہو اس کی پیدائش نے میری تمام
عزت آبرو آن بان پر پانی پھیر دیا یہ وہ چیز ہے جس نے بڑے بڑے سرکشوں کی
گردنیں نیچی کردیں ۔

ایران کے ایک بادشاہ کا ذکر ہے کہ وہ روز شام کے وقت سیر کو نکلا کرتا تھا
چونکہ وہ لوگ کجکلاہ کہلاتے ہیں حکم یہ تھا کہ سوا بادشاہ کے کوئی دوسرا شخص ٹیڑھی
ٹوپی نہ اوڑھے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ بادشاہ چلا جا رہا تھا سامنے سے اس نے
دیکھا کہ ایک شخص ٹیڑھی ٹوپی رکھے چلا آرہا ہے حکم دیا کہ گرفتار کرلو اور سو روپیہ
جرمانہ کرو اس حکم کی تعمیل کی گئی دوسرے روز پھر شام کو بادشاہ نے اس شخص کو
ٹیڑھی ٹوپی اوڑھے دیکھا متعجب ہوا اور پھر وہی حکم دیا تیسرے روز پھر یہی
واقعہ دیکھا اور وہی سلوک کیا ساتھ ہی یہ حکم بھی دے دیا کہ اگر یہ باز نہیں آتا
تو روزانہ سو روپیہ جرمانہ خزانہ میں داخل کردیا کرے۔ یہ سلسلہ دو سال تک برابر
جاری رہا اس کے بعد ایک دن بادشاہ نے اس کے سر پر سیدھی ٹوپی دیکھی تعجب
بھی ہوا اور افسوس بھی اسی وقت حکم دیا کہ دربار شاہی میں یہ شخص حاضر کیا جائے
حکم کی تعمیل ہوئی بادشاہ نے اس کے حوصلے اور ہمت کی بہت کچھ تعریف کی اور
کہا میں خوش ہوں کہ میری رعیت میں ایسے ایسے پابند وضع لوگ موجود ہیں کہ
متواتر کئی سال تک تم نے بے غل و غش روپیہ ادا کیا اور ٹوپی سیدھی نہ اوڑھی ہیں

جانتا ہوں کہ تم تاجر ہو اس طرح تو خدائی کا خزانہ بھی ختم ہو جاتا بہرحال مجھے تمہاری یہ وضعداری پسند آئی۔ آج سے تم کو خزانہ شاہی سے سَو روپیہ روز ملیں گے تم اسی طرح ٹیڑھی ٹوپی اوڑھ کر بازار میں نکلا کرو اور یہ روپیہ بطور جرمانہ کے داخل کر دیا کرو اتنا سنتے ہی سوداگر رو پڑا اور کہا بادشاہ خدا کی عنایت اور آپکے اقبال سے میرے پاس اسقدر کافی دولت موجود ہے کہ میں کیا میری سات پشتیں بھی سَو روپیہ روز ادا کرکے ٹیڑھی ٹوپی اوڑھ سکتی ہیں مگر وہ ٹیڑھی ٹوپی آج رات کو ۱۲ بجے ختم ہوگئی اور میرے یہاں لڑکی پیدا ہوئی اس کی پیدائش نے میری اکڑ کا خاتمہ کر دیا اب بیٹی کا باپ ہو کر ٹیڑھی ٹوپی رکھنا کیا اس قابل بھی نہیں ہوں کہ گردن اونچی کرکے کسی سے بات کرسکوں"۔

تم خاک نہیں سمجھتیں کہ تمہارے یہاں اس لڑکی کی پیدائش نے میری تمام امیدوں اور امنگوں کا خاتمہ کر دیا اب مجھ میں یہ ہمت نہیں کہ کسی کے سامنے تن کر بات کرسکوں سَو سال سے یہ بلا ہمارے گھر پر نازل نہ ہوئی تھی مگر اب تمہارے طفیل یہ مصیبت آئی تم جس طرح بھی ممکن ہو سکے اس کا گلا گھونٹو زہر دو یا کوئی تجویز کرکے اسکی زندگی پوری کر دو ورنہ یاد رکھو میں اب دنیا میں رہنے والا نہیں"۔

محسنہ "میں تمہاری رائے میں دخل نہیں دیسکتی اور نہ یہ مناسب سمجھتی ہوں کہ اس کہانی کو جھٹلاؤں اور کہوں کہ کسی کا من گھڑت فسانہ ہے ممکن ہے ایسا ہوا ہو مگر جو کام قدرت نے اپنے اختیار میں رکھے ہیں جہاں عقل و تدبیر کا گذر ہی نہیں وہاں انسان کس طرح قابل الزام ٹھیر سکتا ہے رہا مار ڈالنا مصیبت ہے تو اور بلا ہے تو نہیں تو کالے ناگوں کی پرورش کرتی ہیں میری تو کلیجہ کا ٹکڑا اور انسان کی صورت ہے میں نے آخر ۹ مہینے پیٹ میں رکھا اور اب پانچ چھ مہینے سے خون جگر پلا رہی ہوں ہاں تم کو میں منع نہیں کرتی شوق سے اپنی خواہش

پوری کرو میں یہ نہیں چاہتی کہ اس کی وجہ سے تمہاری زندگی برباد ہو۔
موودود۔ خرابی تو یہی ہے میں تو آج کیا کبھی کا کام تمام کرچکا ہوتا مگر حکام کو اسکی خبر ہو گئی اور میری طرف سے سب ایسے بدظن ہیں کہ اگر یہ کمبخت اپنی موت سے بھی مرجائے تو شاید یہی شبہ کریں کہ میں نے مار ڈالا۔
محسنہ۔ تو اب جو تم بتاؤ وہ میں کروں۔
موودود۔ بتاؤں کیا خاک اور کروگی کیا تم کو جو مصیبت ڈھائی تھی اور اس کو جو بلا نازل کرنی تھی وہ تم نے ڈھائی اور اس نے کردی اب اسکا علاج اگر ہے تو میری موت اور کچھ نہیں۔

یہ کہتا ہوا موودود باہر چلا گیا محسنہ میاں کے تیور شروع ہی سے دیکھ اور سمجھ رہی تھی کہ لڑکی کی پیدائش نے یہ غضب ڈھایا ہے کہ راتوں کی نیند اور دنوں کی بھوک سب اڑ گئی، کھانا پینا، ہنسنا بولنا سب چھوٹ گیا آئے سرمنہ اوندھایا اور پڑ رہے آج عقدہ پورا ہی کھل گیا اور معلوم ہوا کہ بیٹی بیٹی نہیں آفت اور مصیبت ہے اور اتنی کڑی اور ایسی سخت کہ توبہ توبہ۔

پہلے خیال تھا کہ باتوں ہی باتوں میں میاں کے خیال بدل دونگی اور اس آفت کو نعمت بنا دونگی مگر اب جو واقعات نے دوسرا یقین دلایا تو میاں کی پریشانی سے بہت کچھ متاثر ہوئی اور سوچنے لگی کہ کیا کروں معاملہ ایسا ٹیڑھا اور بات اتنی پیچیدہ تھی کہ کچھ کرتے دھرتے بن نہ پڑتی تھی۔

باپ کے صدمہ اور ماں کی پریشانی کے ساتھ ساتھ موؤدہ کی عمر لمحہ بہ لمحہ ترقی کرتی گئی اب موودود کو صرف ایک تسکین تھی اور وہ یہ کہ شاید اتفاق کوئی سامان ایسا پیدا کردے کہ میں اس رنج سے نجات پاؤں آخر آئے دن سنتا رہتا ہوں کہ فلاں بچہ مرگیا اکثر کانوں میں ماں باپوں کے رونے پیٹنے کی آواز آتی رہتی ہے

بار ہا بہ صدا کانوں میں آئی ہے کہ موتی جھڑے کا زور ہے کسرا کے دن ہیں +

کیا تعجب ہے کہ موٗدہ بھی ان میں سے کسی کی بھینٹ چڑھے مگر جن کو لاڈ بھتیرے اُن کو دُکھ گھنیرے موٗدہ کی پرورش کی یہ کیفیت تھی کہ کوئی اسکی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھتا تھا لاڈ اور پیار محبت اور اُلفت تو درکنار ماں کے سوا بدنصیب کو کوئی گود میں لینے والا بھی تو نہ تھا اور وہ بھی خدا معلوم واقعی یا میاں کے خوش کرنے کو گھنٹوں اکیلا کھٹولے پر چھوڑ کر گھر کے کام کاج اور میاں کے آگے تاگے میں پھرتی مگر کیا مجال جو وہ کبھی روئے یا آواز نکالے بیماری کیسی اور علالت کس کی دس گیارہ مہینے کی بچی مگر کسی دن اور کسی گھڑی یہ نہ سُنا کہ آج موٗدہ کی اُنگلی بھی دُکھی ہو محسنہ کی بابت یہ خیال یقیناً ظلم ہوگا مگر موودو تو رات دن اسکا متوقع اور منتظر تھا کہ اسکی بیماری یا موت کی صدا کب کانوں میں آتی ہے ایک روز رات کیوقت دونوں میاں بیوی جاگ رہے تھے اور اسی سلسلہ میں گفتگو ہو رہی تھی موودو نے کہا دیکھو کیا اتفاق ہے لڑکے پیدا ہوئے تو کیسی کیسی دقتوں اور تکلیفوں سے پلے اور بڑے اس کمبخت کی بابت تو کبھی یہ بھی نہیں سُنا کہ آج بخار ہے اور یہ عجیب لطف ہے کہ لڑکے وہاں پان اور یہ اتنی سی فتنی فیل کی فیل پرسون +

میری نظر اتفاق سے جا پڑی معلوم ہوتا تھا ہاتھی کا بچہ لیٹا ہوا ہے +

محسنہ - ہاں خدا کی قدرت ہے وہ اپنے تماشے دکھا رہا ہے بڑے اور منجھلے دونوں کے دانت کیسی مصیبت سے نکلے ہیں کہ سارے گھر میں رونا پیٹنا مچ گیا تین دن تک دونوں وقت برابر ڈاکٹر آیا نشتر لگایا دوائیں ملیں جب کہیں جا کر بخار اُترا مگر اس کمبخت کے چار دانت نکل پڑے اور آنکھ تک میلی نہ ہوئی +

محسنہ اگر باپ کی طرح دشمن تسلیم کر لی جاتی تو ماں تا کا تعلق ہی سرے سے کالعدم ہو جاتا - وہاں میں ہار ضرور ملاتی تھی اور بعض دفعہ نفرت کا اظہار شاید

میاں سے بھی کچھ بڑھ کر کر دیتی مگر اس نفرت میں مصلحت اور شکایت میں محبت کی جھلک ہمیشہ موجود ہوتی موودود سمجھتا یا نہ سمجھتا ہم اس کو بھی محسنہ کی کامیابی ہی تصور کرتے ہیں ورنہ تعجب نہیں کہ اگر موودود کو شبہ ہو جاتا کہ محسنہ میرے دشمن کی دوست ہے تو شاید دشمن کے ساتھ دوست کو بھی سلام کرتا یہی وجہ تھی کہ بیوی نے شروع شروع میں تو دو ایک دفعہ خیر ورنہ ہمیشہ میاں کے سامنے گفتگو میں بچی کی طرف سے بے رُخی ظاہر کی +

(۳)

اتفاق کی بات تھی کہ رات کو میاں بیوی کی یہ گفتگو ہوئی اور صبح کی نماز کو جو محسنہ اُٹھی اور دیکھتی ہے تو موؤدہ بخار میں جُھلس رہی ہے اس غضب کا بخار ہے کہ چنے بھون لو آنچ ہے کہ کُرتہ کے اوپر سے آرہی ہے جان ہی تو نکل گئی میاں برابر میں سوتا تھا اور یہ حکم تھا کہ رات کو کسی وقت بھی بچی کے رونے کی آواز کان میں آجائے یا علی الصباح اس کی صورت دیکھ لے اسی طرح اُٹھا سامنے کے دالان میں لیجا لٹا دیا وضو کیا نماز پڑھی مگر پڑھی کیا خاک دھیان کہیں کان کہیں خیال کہیں آپ کہیں زبان پر اللہ اللہ تھا اور دل میں موؤدہ موؤدہ اُلٹی سیدھی لپک جھپک نماز پڑھ بچی کو آ کلیجہ سے لگا بیٹھ گئی مگر پھر خیال آیا کہ میاں کی آنکھ کُھل گئی اور خلاف عادت یہ رنگ دیکھا تو نہ معلوم کیا آفت ڈھائیں دہیں چھوڑ چھاڑ باورچی خانہ میں آئی اور چاء وغیرہ کی دیکھ بھال کرنے لگی یہ بھی عجیب نازک وقت تھا اور گو بظاہر نہ معلوم ہو مگر حقیقتاً ایک شوہر کی یہ سنگدلی کچھ کم نہ تھی کہ اس کے خوف سے ایک ماں کلیجہ کی لگی کو اس کی ضرورتوں پر قربان کر دے جیسی بھی تھی اور جس حال میں تھی ماں تھی دل میں خراب وہم اور طبیعت میں بُرے خیال برابر آرہے تھے مگر اتنی ہمت نہ تھی کہ بچی کو جا کر گود میں لے لے موودود اُٹھا منہ

ہاتھ دھویا چائے پی دو چار باتیں کر کرا باہر گیا تو آئی اور بیمار بچی کو لیکر بیٹھی اب البتہ محسنہ کی حالت خراب تھی بخار اور بھی تیز تھا اور بیماری کے اثر سے زیادہ بدنصیب کو یہ خیال تکلیف دے رہا تھا کہ میری بات خدا کو ناگوار گذری رات کو میں نے بھی تو کہا کہ لڑکوں کی یہ کچھ حالت ہوئی۔ اور یہ بھلی چنگی زندہ ہے کبھی اس کی بیماری کو سوچتی کبھی اپنے خیالات میں غرق ہو جاتی اور جب یہ خیال آجاتا کہ اس بدنصیب کو حکیم یا ڈاکٹر تو درکنار آدھی کا شربت اور دھیلے کی دوا بھی نصیب نہ ہوگی تو کلیجہ ٹوٹ جاتا وہ پھر اسی ادھیڑ بن میں ہوگئی یہاں تک کہ شام سر پر آئی اور موود حسب قاعدہ گھر میں آیا اب لاریب مصلحت اور فطرت کا مقابلہ تھا خوب سمجھتی تھی اچھی طرح جانتی تھی کہ واقعہ کا علم مفید ہوگا مگر مصلحت مامتا کے سامنے ہیٹی پڑی اور بیٹی کی محبت ضرورت پر غالب آگئی دن بھر کے سخت بخار نے مریض کی حالت اور بھی ردی کردی تھی کئی دفعہ مُنہ میں دودھ دیا مگر نہ پی سکی اس نے محسنہ کی جان پر بنادی میاں دروازہ میں آیا اور نہ سنبھلی اندر آیا اور نہ دیکھا سر پر آیا اور نہ اُٹھی پوچھا کہ کیوں اس طرح کیوں بیٹھی ہو؟ کیا بیمار ہو گئی؟

قیاس چاہتا تھا کہ محسنہ کی طبیعت میاں کے سوال کو تسکین سمجھ کر بے اختیار ہو جائیگی مگر طبیعت سے واقف اور مزاج سے آشنا تھی کچھ جواب نہ دیا اور بچی کو لٹا اُٹھ کھڑی ہوئی اس خاموشی نے موود کو شک میں ڈالا ہاتھ لگا کر دیکھا تو جان میں جان آگئی اچھلا کودا ٹھٹھے مارے قہقہے لگائے ماں کے دل پر یہ کچھ گذر رہی تھی مگر مرے اس کی ماں جو زبان سے اُف کی ہو بات بنادیا حقہ بھر دیا باتیں کیں اِدھر کی کیں اُدھر کی کیں اور اپنی دانست میں پوری کوشش کرلی کہ میرے رنج کا اثر میاں پر ظاہر نہ ہو مگر عورت تھی اظہار حقیقت کیواسطے صرف زبان ہی ایک آلہ نہیں پڑھنے والا آدمی کی صورت سے حالت سے حرکات سے سکنات سے اندرونی کیفیت کا

ایک حرف پڑھ سکتا ہے موءودہ متعلق تھا اور متعلق بھی بھرپور وہ رتی رتی اور تل تل پڑھ گیا اور سمجھ لیا کہ ماستانے جان پہ بنا رکھی ہے ہنستا ہوا چلا گیا رات اسی طرح گذری دوسرا دن دوسری رات غرض تین دن اور تین رات یونہی بسر ہو گئے چوتھے دن صبح کو بچی میں رکھا کیا تھا ایک جھلنگا تھا جو پڑا تھا آج محسنہ نے جی کڑا کیا میاں کا گھر میں گھسنا تھا کہ اس کی آنکھ سے آنسو نکل پڑے اس آن بان کی عورت کہ ساس اور سسرے دونوں مر گئے اور یہ تعریف کرتے مرے کہ بیٹی ہو تو محسنہ جیسی اللہ رکھے تین بچوں کی ماں ۱۲ سال کی بیاہی مگر آجتک ہمارے سامنے میاں سے ہنس کر بات نہ کی اسوقت آپے سے باہر تھی اور کسی چیز کا ہوش نہ تھا بڑا لڑکا خاصہ گیارہ برس کا اور سامنے بیٹھا کھانا کھا رہا تھا مگر اس کا لحاظ نہ منجھلے کی شرم ماماؤں کا خیال نہ اوروں کا لحاظ روتی ہوئی میاں کے پاس پہونچی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگی :

"للہ ڈاکٹر کو بلوا دو موءودہ میری گود خالی کرتی ہے خاطر جمع رکھو یہ بچنے والی نہیں اب اسکا آخری وقت ہے اور یہ زیادہ سے زیادہ کل تک مہمان اور ہو گی اسکا ساجھا اسوقت تک کا تمہاری کمائی میں تھا ایسا نہ ہو خدا کے ہاں میں پکڑی جاؤں کیا کروں میری جان پر بن رہی ہے پیسوں سے دودھ نہیں پیا بے غیرت پڑی ہے کیسی دیکھ دیکھ کر ہنستی ہاؤ ہمک ہمک کر کھیلتی تھی اس روز تم آ گئے میں نے ڈر کے مارے لٹا دیا یہانتک گردن موڑ کر مجھ کو دیکھتی رہی ۔ خدا کا واسطہ ڈاکٹر کو بلا دو"۔

موءودہ پھوپھی کی حالت بچی کی علالت پر خدا کی قدرت پہ دل میں ہنستا اور زبان سے یہ کہتا ہوا باہر چلا گیا :-

"جب تمہاری رائے میں موت یقینی اور صحت ناممکن ہے تو پھر ڈاکٹر کیا کریگا اور حکیم کیا"۔

مگر باہر آکر سوچا کہ اس سے بہتر موقعہ اس سے مناسب وقت اب کونسا آئے گا

اسوقت چوکا تو عمر بھر روئونگا بیماری کی شہرت دوں ڈاکٹر کو دکھاؤں حکیم کو بلاؤں آخر اسی سلسلہ میں کام تمام کردوں فوراً ڈاکٹر کو بلایا اور اندر لیکر پہنچا ڈاکٹر نے دیکھا تو دونوں کچلیاں صاف سوڑھے میں جھلک رہی ہیں باپ سے پوچھا نہ ماں سے اور صلاح لی نہ مشورہ نشتر نکال دونوں سوڑھے کھولدیئے لہو اور غوط جو کچھ بھی تھا وہ کچلیوں کا سوڑے سے کھلتے ہی بچی نے آنکھ کھولدی اب جو محسنہ نے گود میں لیکر دودھ دیا تو لگی چپڑ چپڑ پینے بخار دیکھتی ہے تو آدھا بھی نہیں ڈاکٹر صاحب باہر گئے موودد اس غرض سے پوچھتا ہے کہ شاید اب خطرناک مرض کی آواز کان میں آئے اور ڈاکٹر صاحب کہدیں کہ کوئی دم کی مہمان ہے مگر جو آواز آتی ہے وہ اُلٹی اور جو جواب ملتا ہے وہ اوندھا ڈاکٹر صاحب تھوڑی دیر بیٹھے اور یہ کہہ سیدھے ہو لئے کہ اب انشاءاللہ دوبارہ دیکھنے کی ضرورت نہ ہوگی مایوس ہو کر اندر آیا تو ماں ہنس رہی ہے اور بیٹی کھیل رہی موودد اتنا سنگدل کہ اسوقت بھی ضبط نہ کرسکا اور کہدیا کہ واہ تم تو مایوس تھیں اور یہ کلکاریاں مار رہی ہے اور محسنہ اتنی سخت بیوقوف کہ اس موقعہ پر بھی صبر نہ ہوسکا اور کہنے لگی کہ میرے اللہ نے میری طرف دیکھ لیا نہیں تو بچی تو ہاتھ ہی سے چلی تھی۔ نگی ہیں آگے تو محسنہ اتنا کہہ گئی مگر پھر ساتھ ہی خیال آیا کہ کیا غضب کر رہی ہوں یہ میری محبت اور بحث کا اظہار عداوت کو اور ترقی دیگا جھک کر بچی کو لیا اور اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہا بُروں کو موت کہاں موت تو اچھوں ہی کو آتی ہے میں تو ہنس رہی ہوں اتنا کیا نہیں سمجھتی کہ خدا دشمن کو بھی بیٹی نہ دے مگر تقدیر کی بات ہے کہ لوٹ پیٹ کر اچھی ہوگئی میں تو سمجھی تھی پاپ کٹا لیکن دیکھئے خدا کو کیا منظور ہے کہ دانت بند ہو گئے آنکھیں پھر گئیں دماغ ٹھنڈا ہو گیا ہاتھ پاؤں مُڑ گئے مگر پھر سنبھل گئی شاید سنبھالا ہی ہو۔

موودد تمہاری باتیں بھی عجب اُلٹی ہیں بچہ نہیں ہوں جو تمہاری ان مکاریوں میں

آجاؤں بیمار تھی تو تڑپ رہی تھیں بلبلا رہی تھی اب جو اطمینان ہُوا تو باتیں بنا رہی ہو جو مجھ کو دشمن وہ تمہارا دوست جو مجھ کو آگ وہ تم کو ٹھنڈک جو مجھ کو زہر وہ تم کو شہد بس تم اس بچی کو لو اور خوش رہو اب میرا تمہارا واسطہ کیا اور محبت کیسی دشمن کا دوست بھی دشمن سے کم نہیں ؞

(۴)

اس واقعہ کے بعد سے اور اتنی گفتگو کر کے موؤدہ نے کچھ ایسی کروٹ لی کہ آٹھ ہی دن میں سارا گھر پریشان ہو گیا گھر میں جانا اس نے چھوڑا اندر سونا اسکا گیا بیوی سے بات چیت اس نے بند کی خرچ کی پوچھ گچھ اس نے ختم کی ؞ ایسی ہی کچھ اشد ضرورت ہوئی یا جی گھبرایا اور بھڑک اٹھی تو گیا ایک وہ بات جھوٹی سچی کی اور چلا آیا انتہائے نفرت یہ تھی کہ خرچ کی طرف سے بھی جسکا انحصار صرف اس کی ذات پر تھا ایسا غافل ہُوا کہ دینا تو درکنار پوچھتا تک بھی تو نہیں کہ کیا اٹھا اور کیا چاہیئے محسنہ یُوں میاں کی خوشامد میں اسکی آؤ بھگت میں اسکی خاطر مدارات میں کسر نہ کرتی مگر تیرا پاہٹ تھی کہ اسنے بھی اس سلسلہ میں قطعاً گفتگو نہ کی اور نوبت یہانتک پہنچی کہ جب اس نے دینے کی اور اسنے مانگنے کی قسم کھالی تو ہر چیز اور ہر کام پر اس کا اثر پڑنے لگا گوشت کے بدلے دال اور پلاؤ کی جگہ خشکہ پکا موؤدہ ان سب باتوں کو دیکھ ہی رہا تھا اور سمجھ بھی مگر نہ معلوم کیا مصلحت تھی کہ اس نے اس طرف مطلق توجہ نہ کی محسنہ کا گھر بنیئے کی دُکان تو تھی نہیں کہ جنس نکلی چلی آتی اسکا سلیقہ صرف اتنا تھا کہ مہینہ بھر کا سوا ڈیڑھ مہینہ چلائے آخر وہ دن بھی آگیا کہ دونوں لڑکے بھوکے مدرسہ چلے اور باپ کو بھی خبر ہوئی اب البتہ موؤدہ کی آنکھیں کھُلیں اور اس نے بیوی سے آ کر کہا یہ کیا غضب کہ لڑکے بھوکے چلے گئے اور تم نے مجھ سے خرچ نہ مانگا ؞

محسنہ۔ میں نے آجتک کبھی مانگا ہوتا تو اب بھی مانگ لیتی ؞

مودود۔ اب تک کی بات اور تھی اور اب اور ہے تم اگر یہ چاہو کہ اس خرچ میں کتر بیونت کرکے اس بدنصیب لڑکی کا پوت پورا کروں اور اسکے لئے بچاکر رکھوں تو یہ ہرگز نہیں ہوسکتا ہے مجھے دینے میں عذر نہیں دونگا اور ضرور دوں گا مگر یہ یاد رکھنا کہ میری بلا اجازت میری، بلا مرضی میری بغیر صلاح میری آمدنی میں سے ایک روپیہ ایک پیسہ ایک کوڑی بھی اگر تم نے اس پر خرچ کی تو خدا کے یہاں مواخذہ ہوگا تم کو حق نہیں حکم نہیں اجازت نہیں کہ تم مجھ سے بلا دریافت کئے اس کو کچھ بھی کھلاؤ پلاؤ اُڑھاؤ پہناؤ ؞

محسنہ۔ مجھ کو کبھی بھی تمہارے حکم کی تعمیل سے انکار نہیں ہوا نہ اب ہے نہ آیندہ ہوگا جس حال میں رکھو گے جس طرح پالو گے تمہاری اولاد ہے مجھ کو ضرورت کیا سبب کیا وجہ کیا کہ خدا کے ہاں کا بوجھ اپنے سر پر رکھوں میں ہر وقت ہر بات میں ہر کام میں تم سے کیا کیا پوچھوں گی کس کس کی اجازت لوں گی روٹی ہے ٹکڑا ہے پان ہے پتہ ہے تم کیا ہر وقت یہاں بیٹھے ہو جو پوچھوں اور کروں دریافت کروں اور دوں ایک کام مقرر کردو ایک بات طے کردو اور خاطر جمع رکھو اس سے زیادہ اس کے خلاف کچھ نہ ہوگا ہرگز نہ ہوگا ؞

مودود۔ ہاں کھانا صرف اتنا کہ پیٹ بھر سکے مزے کے واسطے نہ ہو کپڑا صرف اسقدر کہ تن ڈھک سکے نمائش سے غرض نہ ہو رہنے سہنے میں یہ تکلیف کہ یکتہ بھی ہو نہا چہ بھی مجھ کو پسند نہیں بلکہ اس کھٹولی کو بھی دیکھ دیکھ کر میری آنکھوں میں خون اُتر رہا ہے دھوتر کا کرتہ اور گاڑھے کا پاجامہ نہا کر زمین میں ٹیخ دو کہ کسی طرح گھر اس مصیبت سے پاک زندگی اس مصیبت سے محفوظ اور خاندان اس آفت سے پناہ میں رہے ؞

تم میرے جسم کو دیکھو میری حالت پر نظر ڈالو میری کیفیت پر غور کرو میں چارپائی سے لگ گیا آدھا بھی نہ رہا ہڈیاں نکل آئیں اس صدمہ میں اس فکر میں اس رنج میں کیا اسی دن کو اسی وقت کو اور اسی گھڑی کو کہ میں بیمار ہوں اور یہ تندرست میں رنجیدہ اور یہ خوش میں مردں اور یہ جیئے یہ تمہارے مہینہ کے دو سو روپیہ موجود ہیں لو بیشک لو شوق سے لو میں ابھی زندہ ہوں میری زندگی تک میرے لڑکے بھوکے نہ مریں گے روٹی ان کو ان کے کتوں کو وہ چار کو کھلا کر اور دس کو پہنا کر کھائیں گے اور پہنیں گے میں ان پر سے اشرفیاں لٹانے کو موجود ہوں مگر لکھ لو سمجھ لو اور یاد رکھو کہ یہ مصیبت کی چوٹ آفت کا ذخیرہ تکلیف کی گھٹ گھڑی اپنے ساتھ تمہاری مٹی بھی پلید کرے گی اور تم کو وہ دن دکھا دیگی کہ اس کی طرح تم کو بھی پیٹ کا ٹکڑا ہوگا نہ تن کو چھیتڑا اب تمہاری عزت کا دارومدار تمہاری شرافت کا انحصار صرف اس پر ہے کہ میرے حکم کی تعمیل میں میرے خیال کی موافقت میں فرق نہ ہو ورنہ کہتا ہوں پھر کہتا ہوں اور باآواز بلند تمہارے بچوں کے سامنے ان ماماؤں کی موجودگی میں کہ اگر اس کی پرورش اس کی تربیت میری تجویز سے خلاف میرے انتظام سے باہر ہوئی اور تم نے اپنی مامتا کو جو میں نہایت خوشی سے چولہے میں ڈالنے اور بھاڑ میں جھونکنے کو تیار ہوں محفوظ رکھا اور اس گھر میں اس چار دیواری میں اس گھر کے کسی کونہ اور اس چار دیواری کے کسی چپہ میں سوا اسکے جو میں کہہ رہا ہوں اس کے ساتھ کوئی رعایت کی تو یہ گھر تمہارے واسطے جیلخانہ اور یہ زندگی تمہارے لئے دوزخ اور میں جو اسوقت تم کو سب سے زیادہ عزیز سمجھ رہا ہوں جان کا دشمن اور خون کا پیاسا ہوں گا۔

مودود کے احکام نازل بھی ہوئے اور ختم بھی تجویز کی بھی گئی اور سنی بھی مگر محسنہ جواب تک نہایت خندہ پیشانی اور فراخدلی سے میاں کی ہاں میں ہاں ملا رہی

تھی اب بالکل خاموش ہوگئی میاں چلا گیا تو اس نے سوچا کہ اب کیا کرتی موؤدہ بیگناہ ہستی اسنے اس دنیا میں اب تک کوئی ایسا فعل نہیں کیا کہ ایسی سخت سزا کی مستوجب ہو میرے پیٹ کی آگ ہے مجھ سے یہ نہ ہوگا کہ میں کھاؤں پیئوں اوڑھوں پہنوں یہ میرا منہ تکے دودھ کی عمر اب ختم ہوتی ہے اور اب بھی آخر دونوں وقت کھچڑی دے رہی ہوں اس حساب سے تو اب مجھے یہ حق بھی نہ رہا کہ اس کو کچھ دے سکوں یہ بھوکی بلکے روئے پیٹے مگر میں اُف نہ کروں کیونکر ممکن ہے موؤدہ کی یہ توقع غلط بیشک غلط ظالم سے ظالم اور ڈائن سے ڈائن ماں بھی ایسا نہیں کر سکتی رونا شروع کر دیا بھوک کا وقت ہے دودھ کمبخت ہے نہیں اب کیا خاک دوں اور گھر کی خبر چھپنے والی نہیں لڑکے دشمن نہ ہوں مگر بچے تو ہیں ماماِئیں اپنی ہوں مگر عزیز تو نہیں لیکن میرا تو قصور نہیں خدا کی بھی مرضی تھی جو آئی وہ اُٹھاؤں جو پڑی وہ جھیلوں +

فیصلہ کر محسنہ نے بچی کی طرف سے مُنہ موڑ لیا اور ادھر اُدھر کے کاموں میں مصروف ہوگئی بچی اِدھر تو رہی بھوکی اُدھر چھٹا ماں کا پکھوا ہر چند ماماؤں نے لیا اُٹھایا چمکارا رکھا مگر سال بھر کی جان لاکھ دودھ پیتی اور ہزار معصوم تھی مگر ماں کی گود اور اسکی صورت اچھی طرح جانتی اور پہچانتی تھی بڑوں کا مقولہ ہے کہ چالیس دن کا بچہ ماں کو پہچان لیتا ہے۔ ماماؤں نے ہر چند کوشش کی مگر بھوک کا علاج کیا تھا بچی کی زبان تالو سے نہ لگی دوپہر کے وقت موؤدہ جب عادت کھانا کھانے آیا تو رونے کی آواز کان میں آئی دو چار لمحہ تو نہ بولا مگر جب دیکھا کہ آواز کسی طرح بند اور رونا کسی عنوان ختم نہیں ہوتا تو بیوی سے کہا کہ اب کیا آنا بھی گھر میں بند ہوگا یہ انتظام کر دو کہ اس کی آواز میرے کان میں نہ آئے +

محسنہ۔ دونوں باتوں کا انتظام مشکل ہے اگر تمہارے پہلے حکم کی تعمیل ہوگی تو یہ

مشکل اور اگر رونے کا علاج کروں تو حکم کی تعمیل ناممکن یہ چند روزہ تکلیف ہے اور اس تکلیف سے مقصد اصلی حاصل ہو جائے گا۔

مودود۔ وہ کیا؟ کیونکر؟ اور کس طرح؟

محسنہ۔ بھوکی ہے دودھ کا پتہ نہیں کھچڑی پر لگی ہوئی ہے تم نے منع کر دیا میں نے تعمیل کر دی خاموش تو ہو نہیں سکتی کلیجہ کو لگ رہی ہے یوں ہی روتے روتے مر جائے گی۔

مودود۔ اگر تم کو اس نتیجہ کا یقین ہے تو اچھی بات ہے خدا کرے ایسا ہو میں آج دن بھر گھر میں نہ آؤں گا۔

محسنہ۔ مگر کھانا تو کھالو۔

مودود۔ نہیں بس آج کا فاقہ ہی اس کمبخت کے سر رہا۔

غصہ تھا بات کی پچ تھی جو کچھ تھا محسنہ اس الزام سے پاک نہیں ہوسکتی کہ اسنے کامل ۹ گھنٹے ایک معصوم ہستی کو جو اسکے کلیجہ کا ٹکڑا تھی دودھ سے پھڑکایا جب شام کے ۴ بج چکے ہیں اور بچی روتے روتے نیلی پڑ گئی تو البتہ مامتا نے جوش کیا اُٹھی اور قریب آئی بچی کی صورت دیکھتے ہی آنکھ سے آنسو نکل پڑے ہمک کر گود میں آئی دودھ منہ میں لیا اتنے عرصہ کی چھوٹی ہوئی صورت دیکھتے ہی مسکرا دی بچی کی یہ مسکراہٹ ایک پہاڑ تھا جو ماں کے دل پر گرا دودھ پلاتی اور غور کرتی رہی مودودہ گود میں آتے ہی اور دودھ لیتے ہی پٹ سو گئی الگ سے لٹا منہ پھیر آنسو پونچھ اُٹھی تھی کہ سامنے سے بڑا لڑکا ودود آیا واقعات سے واقف معاملات سے باخبر اور حالات سے آشنا تھا ماں کو روتا دیکھ متاثر ہوا اور پوچھا روتی کیوں ہو۔

ماں۔ کچھ نہیں اس بچی کمبخت کو رو رہی ہوں کہ دنیا بھر کو موت ہے اور اسکو نہیں۔

ودود۔ تمہارے کہنے سے ابا جان کی خواہش سے لوگوں کی کوشش سے کیا

ہوسکتا ہے اگر واقعی موت آتی ہے تو کوئی روک نہیں سکتا اور اگر نہیں تو یہ کوشش فضول اور یہ خواہش بیکار مجھے معلوم ہے اباجان نے جو حکم دیا ہے مگر تم کو حق ہے کہ اُن کے ایسے حکم کی جو ناجائز و غلط ہو تعمیل نہ کرو اور اگر تم کو اسمیں تامل ہو تو میں ان کے اس حکم کو توڑ دیتا ہوں اور کھچڑی پکوا دیتا ہوں ÷

اتنا کہہ کر ودُود نے ماما سے کھچڑی پکوائی اور ماں کو لا کر دیدی کہ جسوقت یہ اُٹھے کھلا دینا یہ بھی کوئی بات ہے کہ بچی بھُوکی مر رہی ہے اور رزق نصیب نہیں ہو سکتا ÷ بچے کے اس کہنے سے محنہ کو کچھ تقویت سی تو ہوئی مگر ساتھ ہی خیال آیا کہ زبردست کے بسوے بیس یہ خود ابھی بچہ ہے رو کے روٹی مانگنے والا ہے کسی قابل اگر اس نے مخالفت کی اور باپ نے ناخوش ہو کر اس کو نقصان پہنچا دیا تو بھی تو میرے ہی کلیجہ کو لگے گی ÷

ان ہی خیالات میں مستغرق رہتی اور وقت کہیں سے کہیں پہنچ گیا بچی اتنی دیر کی تھکی ہاری پڑکر جو ڈھیر ہوئی تو رات کے ۹ بج گئے اور اس نے کروٹ نہ لی اِدھر تو یہ گذری اُدھر میاں مودود اسی امید پر خوش اور توقع پر شاداں تھے کہ حکم کی تعمیل ہوئی اور ہو رہی ہے سال بھر کی لڑکی بساط ہی کیا کہ میرا مقابلہ کر سکے چار پانچ روز میں گاڑ دوں گا۔ آٹھ بجے کے قریب اندر آیا تو سناٹا تھا بچی تو بچی بچے بھی خاموش اور بچوں کی ماں بھی گُم سُم اطمینان سے بیٹھا شوق سے کھانا مانگا اور مزے سے کھایا کھا چکا تو بیوی سے کہا کہو اس کمبخت کی کیا کیفیت ہے جیتی ہے یا مرگئی ÷

بیوی۔ اس کے کیا اپنے ہاتھ میں اور میرے کیا اپنے بس میں ہے یہ تو خدا کا حکم ہے آنی ہو گی آجائیگی ÷

میاں۔ جو میں دریافت کرتا ہوں اس کا جواب دو زندہ ہے؟

بیوی۔ ہاں ابھی تک تو زندہ ہی معلوم ہوتی ہے چار پانچ گھنٹے سے رہی ہے۔
میاں۔ ممکن ہے مرگئی ہو آخر تکلیف تو کافی پہونچی ہے تم دیکھ لو تو کبھی ٹین ہوگئی ہو اور تم سمجھو سو رہی ہے ایسے میں سویرا ہے فارغ ہو جائیں ورنہ رات بھر مُردے کو لئے بیٹھی رہوگی۔
بیوی۔ نہیں ابھی تو زندہ ہی ہے۔
میاں۔ خیر زندہ ہے تو مجبوری ہے۔

(۵)

تین یا چار مہینے اس طرح سے گذرے کہ مامتا سے مجبور ہوکر تو خیر ورنہ محسنہ اب خود چاہتی تھی کہ کسی طرح موٗودہ کا پردہ ڈھک جائے اس کی تکلیف سے متاثر اور اس کی ایذا سے بے چین ہونا فطرتی تھا مگر بعض اوقات ایسی سخت لاپرواہی کرتی کہ اگر موٗودہ سخت جان نہ ہوتی تو بھٹکا بھی نہ کھاتی ماں کا یہ رنگ دیکھ کر گھر بھر نے توجہ کم کردی اور حالت یہ ہوگئی کہ گھنٹوں اکیلی لیٹی مُڑ مُڑ کر ایک ایک کا مُنہ تکتی اور ہاتھوں کے اشارے کرتی یہ خون کا جوش تھا کہ باپ کی صورت دیکھتے ہی ایسی کھلکھلاتی اور اسقدر ہنستی کہ سب متعجب ہو جاتے مودود بھی کن انکھیوں سے سب کچھ دیکھتا اور زبان پر نہ لاتا ایک روز کا ذکر ہے کہ ماں نہا رہی تھی بچے مدرسے گئے ہوئے تھے مامائیں اپنے کام میں تھیں کہ مودود نے بوٹ مانگا بچی اب خاصی دو برس کی تھی باپ کی یہ آواز سُن کر لڑکتی لڑکاتی اپنی جگہ سے چلی اور اسی دالان میں آئی جہاں باپ کھڑا تھا بوٹ اُٹھایا اور ایک پاؤں لیکر پہونچی اسوقت مودود کوئی کاغذ دیکھ رہا تھا کان میں اوں اوں کی آواز آئی دیکھا تو موٗودہ۔ اس زور سے چیخ ماری کہ اُچھل پڑی۔ بھاگ مُردار یہاں سے دونوں مامائیں دوڑی آئیں تو یہاں یہ سوانگ دیکھا ایک بولی آپنے بوٹ مانگا تھا؟

موودود۔ ہاں اتنی دیر سے مانگ رہا ہوں وہ نہانے چلی گئیں تم لوگوں کے کان میں ٹٹیاں ہیں کہ آواز ہی نہیں جاتی ؟

ماما۔ اے ہے میاں یہ آپ کا بوٹ لے کر آئی ہیں سامنے بیٹھی دیکھتی رہتی ہیں کہ بوٹ یہ ہے ؟

اسوقت موودود نے بچّی کی طرف دیکھا تو معصوم ہاتھ میں بوٹ لئے حسرت سے باپ کا چہرہ تک رہی تھی امید یہ تھی کہ موودود کا پتھر دل پسیج جائیگا مگر اس سنگدل کے دل پر کچھ ایسی تاریکی اور آنکھوں پر کچھ ایسی گھٹا چھائی ہوئی تھی کہ دیکھا اور ماما سے کہا خیر۔ آیندہ یہ میرے سامنے نہ آنے پائے اُٹھاؤ فوراً لیجاؤ ۔۔

بچّی چلی گئی تو ماں باہر آئی سُنا کہ بچّی نے یہ کیا اور باپ نے یہ۔ ٹھنڈا سانس بھر کر خاموش ہو گئی ؟

جُوں جُوں بچّی کی عمر ترقی کر رہی تھی باپ کی عداوت لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جاتی تھی اور اب اس کو یہ یقین ہو رہا تھا کہ ناشدنی موءُودہ جئے گی اور میری چھاتی پر مونگ دلے گی مگر اس کے ساتھ ہی ایک دوسری مصیبت یہ تھی کہ اس کی عداوت سے زیادہ موءُودہ کی رغبت باپ کی طرف بڑھ رہی تھی ہر چند ماں احتیاط کرتی تھی کہ یہ سامنے نہ جاوے گی مگر اس فتنی کا یہ حال تھا کہ جہاں باپ نے گھر میں قدم رکھا اور اس نے ابا ابا کہہ کر چیخنا شروع کیا مجبور محبنہ کو یہ انتظام کرنا پڑا کہ باپ کے داخل ہوتے ہی ایک ماما اس کو روتا دھوتا زبردستی گود میں لے سامنے سے ہٹ جاتی موودود یہ سب منظر دیکھتا تھا گو زبان سے کچھ نہ کہتا تھا مگر سمجھتا سب کچھ تھا لڑکی تین سال سے اوپر ہو چکی تھی کہ برسات کے بعد ایک روز موودود کو بخار چڑھا کنوار کا مہینہ تھا گھر کے گھر پڑے ہوئے اور موودود کا گھر بھی شفاخانہ بنا ہُوا تھا میاں بیوی بچّے نوکر چاکر سب بخار میں لوٹ رہے تھے ہاں تندرست تھی تو صرف

دو ہی جانیں ایک بڑھیا ماما ایک بدنصیب موودہ ۔ موودہ کے سر میں شدت کا درد
تھا بڑھیا سے کہا سر دبا دے بڑھیا دباتی رہی اور خاصی دو ڈھائی گھنٹے تک
اسکے بعد خود اسکے ہاتھ پاؤں ٹوٹنے لگے اُٹھی اور ہائے ہائے کرتی وہ بھی
جا پڑی اب گھر میں اگر کوئی گھر والا تھا کوئی تندرست کوئی صحیح الدماغ تو یہی تین
برس کی جان موودہ بڑھیا کا فعل دیکھ چکی تھی کوئی روکنے ٹوکنے والا تھا نہیں
چپکی اُٹھ باپ کے پلنگ پر جا ننھے ننھے ہاتھوں سے سر دبانے بیٹھ گئی مگر دبا کیا
خاک رہی تھی کبھی اس کے بال سنوارتی کبھی ماتھے پر ہاتھ پھیرتی موودہ بیخبر پڑا
تھا اور کچھ نہ معلوم تھا کہ کون ہے اور کیا کر رہا ہے سہ پہر کو ذرا بخار ہلکا ہوا آنکھ
کھولی تو کیا دیکھتا ہے کہ بچی سرہانے بیٹھی سر دبا رہی ہے دو زبردست جذبات
کا مقابلہ تھا عداوت اور شفقت دونوں طاقتیں موجود تھیں اور ایک روکن
علالت کی بھی تھی توقع تھی کہ شفقت فطرت ہے اور انسانیت ظاہر اسواسطے
ہم نے اسکے وجود کو تسلیم کر لیا کہ دو زبردست جذبات تھے عداوت ظاہر اور
شفقت پوشیدہ اور گو واقعات اس توقع کا بطلان کر رہے تھے اور اب بھی کیا مگر
یہ وہ جذبہ تھا جو انسانیت کا جزو تھا بچی کی صورت دیکھتے ہی آج تو چڑھا ہوا ہی
رہا تھا بدن میں آگ لگ گئی ہم اس کو بھی شفقت پر محمول کرتے ہیں کہ غصہ کے
نتیجہ کا خاص اظہار نہ ہوا ممکن ہے مارتا پیٹتا دھکا دیتا یا جو جی چاہتا کرتا مگر
صرف اتنا کہا اور بھاگ یہاں سے خبردار جو اب کبھی آئی ؛

اس سے انکار نہیں کہ اس حکم کا لہجہ تیز اور غصہ ظاہر تھا اور اگر یہ کہنا غلط ہے
کہ بچی اپنی خدمت کو محسوس کرنے کے بعد شفقت کی متوقع تھی تو یہ کہنا صحیح کہ
اس کا جذبۂ خدمت فطری تھا اور دنیا نے پہلا سبق اس کو غلط دیا المختصر بچی
روتی بسورتی چلی گئی اور موودہ اُٹھ کر باہر پہونچا ۔

(۶)

کہا جاتا ہے کہ لڑکی کی بیل اور ککڑی کی بیل دنوں میں اور راتوں میں کیا گھنٹوں میں اور گھڑیوں میں لمحوں میں اور پلوں میں کہیں سے کہیں پہنچتی ہے۔ موءُودہ کے معاملہ میں تو یہ مثل اصل ہو گی دن آنکھ بند کرکے اور مہینے ہوا کی طرح گذر گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے لڑکی خاصی پانچسال کی ہو گئی یہ تعجب تھا کہ بیماری آئی وبا آئی چیچک چمکی ہیضہ پھوٹا جوان بچے بڈھے لڑکے گھر کے گھر صاف ہو گئے مگر بال بیکانہ ہوا تو موءُودہ کا سوا اُس ایک موقعہ کے کہ پچھلیوں میں بخار ہوا پورے پانچ برس آئے اور گئے مگر ہم نے تو کبھی سُنا نہیں کہ آج اس کی اُنگلی بھی دُکھی ہو۔ یہ کھلی ہوئی بات تھی کہ اب سنگدل باپ کو معصوم بیٹی کی زندگی کا یقین کامل تھا اور موت کا وہ خیال جو غلبۂ افکار میں کبھی کبھی تسکین دیدیتا تھا رفتہ رفتہ زائل ہوتا گیا اور اب اسکو پورا اطمینان ہو گیا کہ یہ آفت یقینی مصیبت اٹل اسوقت اسکو صرف اپنی عقل پر افسوس آتا تھا اور ہمیشہ وہ خاموشی کیساتھ اپنی اس غلطی پر لعن طعن کرتا تھا کہ اس کا گلا گھونٹ دیتا ابتدائی ایام میں کوئی مشکل کام نہ تھا مگر اب جبکہ یہ چیونٹی ہاتھی اور یہ بچھڑا سانڈ بن گیا تو ہر کوشش فضول اور ہر تجویز بیکار ہے اسوقت تک علاقہ بلا شرکت غیرے سات پشت سے قبضہ میں چلا آرہا تھا اب یہ کیسی جوتیوں میں دال بٹی ہاں ایک صورت ہے ہندوؤں میں شاید لڑکی کا حصہ نہیں لاؤ تبدیل مذہب کر لوں نہ معلوم عیسائیوں میں بھی ملتا ہے یا نہیں مگر عیسائیوں کے ہاں ایسا ظلم ہرگز نہ ہو گا ان کا مذہب نہایت معقول ہے بہتر ہے کہ اسلام کو سلام کروں اور عیسائی ہو جاؤں مگر ایک خرابی اور آکر پڑے گی بیوی کمبخت سے ہرگز امید نہیں کہ وہ میرے ساتھ عیسائی ہو جائیگی اور نہ بچے ہی ایسے معقول ہیں کہ دُوراندیشی سے کام لینگے مگر حصہ اور ترکہ کی مصیبت

تو میرے بعد میں آئیگی اور اس طرح میں خود ہی مصیبت میں پھنس جاؤنگا جیتے جی پیچھے چھوٹ جائینگے اور پھر نہ معلوم یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ایک کمبخت لڑکی پیدائش سے کس مصیبت میں پھنس گیا کہ ہر وقت کا غم سر پر سوار رہے زندگی کی بہار اور جینے کا لطف سب ختم ہو گیا کوئی صورت ایسی نہیں کہ اس کو زہر دیدوں بیوی کمبخت ایسی ناہنجار ہے کہ اگر یہ چاہتی تو ایک بچی کا کام تمام کر دینا کوئی بڑی بات نہ تھی مگر کمبخت اس لائق ہی نہ نکلی بہر حال اب تو یہ مصیبت کسی طرح ہٹنے والی نہیں اور اگر ابھی سے انتظام نہ کیا گیا تو جس طرح اب کفِ افسوس مل رہا ہوں عمر بھر ملوں گا۔

یہ آخری فیصلہ تھا جو موودد نے قطعی کیا اور اسوقت سے وہ لڑکی کی چال ڈھال کھانا پینا کپڑا لتہ بات چیت غرض ہر چیز پر ایک خاص نظر رکھنے لگا بیوی کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے غیر معمولی احتیاط شروع کر دی یہ وہ وقت تھا کہ گرمی کے قیامت خیز دنوں میں جب موؤدا اور محسنہ برف خانوں اور خسخانوں میں لڑکوں کو لیکر آرام کرتے بدنصیب بچی گاڑھے گزی کے موٹے کھدری کپڑے پہنے لو کے جھکڑوں میں بیٹھتی اور وہیں پڑ کے ڈھیر ہو جاتی یہ واقعہ ہے کہ محسنہ اس خیال سے لرزتی اس ظلم سے کانپتی اور جتنی دیر تہ خانے میں بیٹھتی بالیقین اسکو ٹھنڈے جھونکے لو کے تھپیڑوں سے کم نہ تھے مگر مجبور تھی اور خوب سمجھتی تھی کہ غصہ روز بروز اور دشمنی لمحہ بہ لمحہ بڑھ رہی ہے اگر اُف کرتی ہوں تو نہ معلوم کیا مصیبت آئے اور کیا غضب ڈھائے رات کو سارا گھر دو منزلے اور سہ منزلے پر اجلی برف چادروں پر پھولوں کی خوشبودار سیجوں پر سوتا مگر وہ بدنصیب بدبخت گھر کی انگنائی کے بھی ایک کونہ میں وہی موٹے کپڑے پہنے تخت پر پڑی رہتی دن کا کھانا تو ایسا تھا کہ خیر محسنہ کسی نہ کسی طرح تلافی کر دیتی مگر رات کا کھانا جو موودد کے آنے پر نکلتا اور وہیں ختم ہو جاتا موؤدہ کو

حرام تھا اور یہ تو کبھی ہُوا ہی نہیں کہ فصل کی ترکاری موسم کا میوہ بازار کی مٹھائی موءوو لایا اس کے سامنے آئی تو اس میں موءُودہ کا حصّہ بھی لگا ہو۔

محسنہ تو خیر ماں تھی اس کے دل پر جو گذرتی ٹھیک مگر بھائی بھی اور خصوصاً بڑا ان مظالم کو محسوس کر رہا تھا اور جب موقعہ ملتا اور کوئی چیز ہاتھ لگتی وہ بہن کو پہنچا دیتا کئی مرتبہ قصد کیا کہ باپ سے اس معاملہ میں گفتگو اور اس انتظام پر بحث کرے مگر ماں نے اجازت نہ دی خاموش ہو گیا موءُودہ لاکھ بچہ تھی لیکن تھوڑی بہت عقل آگئی تھی اور اگر زیادہ نہیں تو جہ ہوتا وہ دیکھ سکتی اور جو کھاجاتا وہ سمجھ سکتی تھی وہ باپ کی نگاہ ماں کی آنکھ بھائیوں کی نظر سب پہچانتی تھی اور خوب سمجھتی تھی کہ جس پیٹ کی اولاد بھائی ہیں اسی کی مَیں مگر اس لئے کہ وہ لڑکے ہیں چمکتے لال اور اسواسطے کہ مَیں لڑکی ہوں بھاری پتھر حالتوں میں یہ فرق ہے۔

(۷)

تین چار سال اور آنکھ بند کر کے گذرے اور موءُودہ اب خاصی سات آٹھ برس کی تھی باپ کی تکلیف روز بروز زیادہ اور اذیت دن بدن ترقی کر رہی تھی لوراتو یہ کیفیت تھی کہ دشمن اور دشمن بھی قاتل باپ سے بہتر تھا کہ ظالم کی جب نگاہ پڑتی زہر ہیں بجھی اول تو اب ماں نے ہی اس کا ہڈ را لونڈیوں سے بدتر بنا رکھا تھا ٹاٹ اور کمبل تو نہیں مگر ہاں گاڑھے گزی کے کپڑے ضرور تھے اور اگر کبھی کبھار چوری چھپے ماماستا کے جوش میں کچھ کرنا بھی چاہتی تو وہ بھی کپڑے لتے میں نہیں بلکہ کھانے پینے میں اس طرح کہ میاں کے سامنے تو وہی جوار مکئی کی روٹی اور دال چٹنی بھیجدی مگر جب وہ چلا گیا تو بُلایا گھر کے کھانے میں سے کچھ دیدیا مگر یہ انداز جب تک نادان تھی نبہ گیا ہوشیار ہوئی تو اس نے قطعاً یہ سلسلہ موقوف کر دیا ماں لاکھ خوشامد اور بھائی ہزار منتیں کرتے مگر وہ اس کھانے کے

علاوہ جو باپ کے سامنے ملا اور دوسری چیز کو حرام سمجھتی ماماؤں نے سمجھایا مغلانیوں نے بہلایا لیکن اس ضدن نے بات چھوڑی نہ آن توڑی ۔
محسنہ کے دل پر یہ صدمہ کچھ کم نہ تھا نوالے اس کے حلق میں اٹکتے ہرچند کوشش کی کہ موؤدہ باپ کے بعد کچھ کھاپی لیا کرے مگر کھانا تو درکنار اس نے سنا بھی نہیں مصیبت پر مصیبت ماں کے واسطے یہ اور سخت تھی کہ اس درد کا علاج اور اس دُکھ کی دوا نظر نہ آتی تھی بظاہر اور بہ ظاہر کیا درحقیقت اب موؤدہ کے واسطے میکا ایک جیلخانہ تھا بلکہ قیدیوں کی حالت تو پھر بہتر ہوتی ہے کہ یہ روحانی اذیت جو ہر لمحہ اس کے دل پر گذر رہی تھی نہیں ہوتی محنت مشقت مصیبت قیدیوں پر جو کچھ بھی ہو مگر موؤدہ کے واسطے یہ خیال عذاب دوزخ سے کچھ کم نہ تھا زندہ باپ جیتی ماں آباد میکہ خوشحال گھر ہوتے ساتھے وہ دُنیا کی ہر آسائش سے محروم تھی یہانتک ہُوا ہے کہ برسات کی ساری فصل صاف گذر گئی نوکروں اور ماماؤ نکے بچوں تک نے آموں کے چھلکوں اور گٹھلیوں کے ڈھیر لگا دیئے مگر نہ ہاتھ میں آنا آم نصیب ہُوا تو موؤدہ اور صرف موؤدہ کے ہر کوشش سے ناامید اور ہر امید سے مایوس ہو کر اب محسنہ کے پاس صرف ایک صورت تھی اور وہ یہ کہ بیٹی کے ساتھ اس نے بھی کھانا پینا چھوڑ دیا آموں کی بھری ہوئی جھلیاں جامنوں کے لبالب ٹوکرے آتے اور برباد ہوتے دس دس سیر گھی کی کڑاھیاں چڑھتیں مگر سکو سب قسم تھا۔ خدا کی شان دیکھو جس لڑکی کی زندگی ان مصائب سے پُر اور آفات سے لبریز تھی اس کی ابتدائی کیفیت یہ رہی کہ اُستانی سے محض اپنے شوق اور محنت سے کلام اللہ پڑھا لکھنا سیکھا کتابیں پڑھیں اور ایک وقت ایسا آیا کہ سارا گھر اس کی ہستی سے پریشان رہتا باپ کسی طرح ما کسی طرح اور بھائی کسی طرح مگر اس کی اپنی کیفیت یہ تھی کہ ہر وقت کسی نہ کسی کتاب میں منہمک ہے ۔

ماں اچھی طرح سمجھ سکتی تھی کہ نکاح موٗودہ کی ان تکالیف کو ختم اور زنجیر مصائب سے آزاد کر دیگا اور اگر اس کا بس چلتا تو یہ مبالغہ نہیں کہ وہ شاید دو ہی برس کی بچی کا نکاح کر سبکدوش ہو جاتی لیکن مصیبت اور خرابی یہ تھی کہ وہ اس قسم کا ذکر بھی تو میاں کے آگے نہ کر سکتی تھی جہیز کا انتظام کتنا ہی ضروری اور باقی چیزوں کا بندوبست کتنا ہی لازمی ہو مگر وہ اپنے دل میں فیصلہ کر چکی تھی کہ نیلے ڈورے دے کر رخصت کر دوں بلا سے موٹے کپڑے اور خالی ہاتھ وداع ہو جائے مگر کسی طرح باپ کی دہلیز سے نکلے +

مودود کے دل میں بیٹی کے نکاح کا خیال روز محشر سے کم نہ تھا وہ اب جبکہ بیٹی قریب قریب جوان ہو چکی تھی اور اس کی حالت دیکھ کر غیروں کا کلیجہ کٹتا تھا اسی فکر میں تھا کہ اگر خدائی موت اسکے واسطے نہیں تو میں ہی اس کا کام تمام کر دوں لیکن یہ گھڑی کہ میں داماد کی صورت دیکھوں یا کوئی شخص میری زندگی میں میری بیٹی سمجھ کر موٗودہ کو میری چوکھٹ سے لیجائے نہیں آسکتی سب سے پہلے یہ میرا خود شکار ہوگی اس کے بعد اس کی ماں اور پھر میں اپنے ہاتھ سے خودکشی کر باپ کاٹ دوں گا۔ مودود کا یہ قصد مصمم تھا مگر دل میں وقت کی بات ہے کہ عید کے روز مودود کچوریاں مٹھائی ترکاری الغم بلغم ہزار قسم کی چیزیں لیکر نہال نہال گھر میں گیا لڑکے ساتھ تھے بیوی کے آگے لاکر سامان رکھا محسنہ حصے لگا رہی تھی اور باپ بیٹے بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ موٗودہ نے جب سے ہوش سنبھالا اور پرورش کا یہ رنگ اور باپ کا یہ ڈھنگ دیکھا اسوقت سے وہ خود اس کوشش میں مصروف تھی کہ اگر باپ اس کا منحوس چہرہ دیکھنا نہیں چاہتا تو وہ بھی نہ دکھائے مہینوں اپنی صورت باپ کو نہ دکھاتی مگر چوری چھپے چک کے پردے سے ادھر سے اُدھر سے اس کی صورت آپ دیکھ لیتی کچھ باپ ہی پر منحصر

نہیں اپنی طرف سے وہ ماں اور بھائیوں کو بھی اپنی صورت سے یا گفتگو سے تکلیف نہ دیتی جبکہ درحقیقت گھر ایک جیلخانہ تھا چوٹوں کی طرح خاموش اس کوٹھری میں جو ماں نے اس کو دیدی تھی پڑی رہتی لکھتی پڑھتی رہتی سہتی اور اس طرح الگ تھلگ کہ کسی کو کانوں کان بھی خبر نہ ہوتی کہ اس میں آدمی ہے یا اناج ماں اپنی مامتا سے اور بھائی اپنی محبت سے جب آجاتے تو البتہ اُن سے بات کرلیتی ورنہ وہ تھی اور اس کی کوٹھری یا استانی۔ موؤدہ دکھا رہا ہنس رہا بچے اُچھل رہے اور کود رہے تھے کہ مؤذن نے ظہر کی اذان دی کچھ دیر تک تو موؤدہ اس خیال سے خاموش رہی کہ باپ چلا جائے تو باہر نکل کر وضو کرلوں مگر جب یہ دیکھا کہ وہ کھانا کھا پی ہاتھ دھو دھلا بچوں سے باتیں کرنے لگا اور نماز کی قضا کا وقت آگیا تو مجبور اُٹھی اور دبے پاؤں باہر نکل کر لوٹا بھر واپس جارہی تھی کہ مودود کی نظر اس پر پڑگئی اور یہ کئی مہینے کے بعد اتفاق ہُوا تھا اور اگر نماز ہی جیسی اشد ضرورت نہ ہوتی تو وہ مرجاتی اور باپ کو اپنی صورت نہ دکھاتی مودود دیکھتے ہی آگ بگولا ہوگیا اس نے اس سے پہلے ہی جب دیکھا ایک اچٹتی ہوئی نظر پڑگئی مگر آج جو غور سے دیکھا تو قد بلی کا بلی اور ڈیل فیل کا فیل قیاس جانتا تھا کہ عید کے روز جب مودود کا گھر بیوی بچے نوکر چاکر در و دیوار عید کی خوشی میں مگن ہیں موؤدہ کی حالت نے باپ کے دل پر نشتر کا کام کرگئی۔ مگر وہ کمبخت دیکھتے ہی آپے سے باہر ہوگیا اور بیوی سے کہا کہ سب معاملے چھوڑ کر اور تمام واسطے توڑ کر ایک اتنا تعلق باقی رہگیا ہے کہ مجبوری اور معذوری گھر میں آجاتا ہوں وہ بھی تم کو منظور نہیں کہ اسوقت بھی تم نے اس ناہنجار کی صورت مجھ کو دکھا کر خون پانی ایک ایک کر دیا عید کی تمام خوشی خاک میں مل گئی ؎

محسنہ کے کپڑے قیمتی تھے اچھے تھے زیور اُجلا ڈورے نئے میاں پاس پہنچے سامنے روپیہ موجود نوکر آگے بہ ظاہر رنجیدہ ہونے کی کوئی وجہ اور مغموم ہونے کا کوئی سبب نہ تھا مگر مامتا والی

ماہی اسکی حالت کا اندازہ اور اس کی کیفیت کی قدر کر سکتی ہے لباس اسکو کاٹتا تھا زیور اسکو لوٹتا تھا عید اسکو مصیبت اور خوشی اسکو آفت تھی جسوقت اسنے بچی کو آتے دیکھا اور اس حال میں کہ زیور اور کپڑا تو درکنار ہاتھ کی مہندی اور سر کا تیل بھی نصیب نہیں گو یہ چیزیں ایسی تھیں کہ محسنہ بطور خود آسانی سے انتظام کر سکتی تھی مگر ڈرتی تھی کہ اگر نظر پڑ گئی تو نہ معلوم کیا آفت آئے اسوقت بچی کو اس طرح دیکھ کر اسکا دل اندر سے کٹ گیا موءودہ خاموشی کے ساتھ آئی اور چلی گئی اس نے آنکھ اُٹھا کر بھی باپ یا ماں کی طرف نہ دیکھا وضو کیا اور نماز میں مصروف ہو گئی محسنہ نے آج قصد کیا تھا کہ ہمت کرے اور بلا سے جان بچے یا جائے اور آن رہے یا ٹوٹے میاں سے کہوں تو سہی کہ آخر ایک روز خدا کو بھی مُنہ دکھانا ہے ابھی قصہ مصمم ہی ہُوا تھا کہ میاں کی لتاڑ پڑنی شروع ہو گئی جل تو پہلے ہی رہی تھی میاں کی خفگی نے اور بھی جُھلسا دیا کہنے لگی +

"برس کا برس دن ہے دُنیا اُجلے کپڑے نئے زیور اوڑھ پہن رہی ہے اس بدنصیب کا باپ کی کمائی میں ایک پیسہ کا حصہ بھی نہیں کہ سر گوندھ لیتی مامائیں اس سے اچھا پہن کر نوکر اس سے اچھا اوڑھ کر عید منا رہے ہیں مگر اسکے بدن پر اس گرمی میں کرہاتھ سے پنکھا نہیں چھوٹتا وہی گاڑھے کا کرتہ اور گزی کا پاجامہ ہے فقیر سے فقیر اور ذلیل سے ذلیل بھی آج اپنی اپنی حیثیت کے موافق کھا پی رہے ہیں لیکن اس بدنصیب کی تقدیر میں کچھ نہ تھا اپنے ہاتھ سے آٹا گوندھ ایک موٹی روٹی ڈال چٹنی سے کھالی یہ منحوس ہے بدنصیب ہے آفت ہے مصیبت ہے مگر جوان ہو گئی ہے اس کا پاپ کاٹ دو اور گھر سے رخصت کر دو جو ہو گا وہ بھگتے گی اور جو پڑے گی وہ اُٹھالے گی"+

محسنہ کہہ رہی تھی اور آخری فقرہ ابھی ختم بھی نہ ہُوا تھا کہ مودودلال پیلا اُٹھ کھڑا ہُوا اور کہا +

"کیا کہا جوان ہو گئی تو کیا شادی کر دوں اور داماد کو اپنی آنکھ سے دیکھ لوں غارت

ہو جائے تجھ جیسی بیوی جو مجھ کو اس کام کی ترغیب دے اور چاہے کہ میں اسکی شادی کردوں
اس دہلیز پر آجنک آستین کے سانپ داماد کی صورت نظر نہ آئی اب تجھ جیسی بدبخت کے بہکانے
سے میں اسکی شادی کردوں جہان سے نہ مار ڈالوں تجھ کو اور اسکو اس سے پہلے کہ اس نامراد اور
تجھ ناشاد کی مراد پوری ہو کیا ضرورت ہے اس نابکار کے اس گھر میں رہنے کی میں اب اسکی اس
گھر میں صورت دیکھنی نہیں چاہتا اگر تو زیادہ ٹرائی تو تجھ کو بھی نکال باہر کروں گا +

اسکا جواب یہ ہی ہو سکتا تھا کہ محسنہ خاموش ہو جاتی مگر موءودہ کی حالت زار کا
منظر ایسا نہ تھا کہ بدنصیب ماں کا دل اتنی جلدی بھلا دیتا اسنے دل میں سوچا کہ میری
نیت درست اور میرا مطالبہ جائز ہے زیادہ سے زیادہ یہ ہی ہوگا کہ جو زبان سے کہہ
رہے ہیں وہ پورا کرینگے اگر یہ وقت آنا ہے تو آج نہ آئیگا کل آئیگا میں اس قربانی
کے واسطے تیار ہوں اتنا سوچتے ہی محسنہ اٹھی اور کہنے لگی اگر اسکی ضرورت گھر میں
رہنے کی نہیں ہے تو میں نے تم کو اسکے مار ڈالنے یا نکال دینے کو کبھی منع نہیں کیا
ان ہر وقت کے کچوکوں سے کیا حاصل اس نے تمہارے گھر میں آنے کی خود خدا سے
خواہش نہیں کی اسکی پیدائش خدا کا کام ہے اسکا نہیں اگر تم اس کو یا مجھ کو اس کا
ذمہ دار قرار دیتے ہو تو جو سزا تجویز کرو ہم دونوں اس کے واسطے حاضر ہیں +

رہی شادی زندہ رہی تو کرنی ہی پڑے گی دنیا کا دستور ہے سب
کرتے آئے ہیں تم کیا انوکھے کرو گے +

اب موءود تھر تھر کانپ رہا تھا اس کو امید نہ تھی کہ بیوی اس طرح میرے منہ
در منہ موءودہ کی حمایت کرے گی اور شادی کا تذکرہ اس آزادی سے کرے گی آگے
بڑھا اور یہ کہہ کر باہر چلا گیا "ٹھہر دو تو کو مزہ چکھاتا ہوں +

(۸)

راتکے ۱۰ بجے موءود غصہ میں تھر تھر کانپ رہا ہے سامنے ایک کرسی پر

بڑا لڑکا وددو خاموش بیٹھا ہے موودد نے سوچتے سوچتے بیٹے سے کہا تم ابھی بچے ہو
دُور اندیشی نہیں آتی یہ بہن نہیں تمہاری جان کی دشمن ہے کیا تم اسوقت کیواسطے زندہ
رہ سکتے ہو جب ایک شخص تمہاری بہن کا شوہر بن کر اسکا مالک ہو گیا یہ اور وہ اس تعلقہ
اور جائداد میں اسلامی حصہ کے دعوے دار نہ ہو نگے میں نے آج اسی وجہ سے کہ
زندگی کا کوئی اعتبار نہیں تمام علاقہ تم تینوں کے نام ہبہ کر دیا کہ کسی غیر کے قبضہ میں
نہ جائے مگر افسوس تمہاری بدنصیب ماں ہے جس کو خدا نے مطلق عقل نہیں دی اور وہ
اس ناہنجار لڑکی کی شادی کی ترغیب دیتی ہے بھلا آجتک بادادا پردادا کسی نے
بھی داماد کی صورت دیکھی جو میں دیکھوں یہ علاقہ خدا تم تینوں کو نصیب کرے دُعا کرو کہ
کسی کی آئی اس کمبخت موؤدہ کو آجائے کہ میں اس ہر وقت کے عذاب سے رہائی پاؤں۔

علاقہ کی تقسیم اور باپ کے ان خیالات کا اثر بچوں پر یہ پڑا کہ تینوں لڑکے جو اس سے
پہلے بہن پر کبھی کبھی رحم کی نظر ڈال لیتے تھے اب وہ بھی فرنٹ ہو گئے منجھلا اور چھوٹا
نوخیز بچہ ہی تھے بڑا البتہ اکیسویں سال میں تھا اور علاقہ کا بڑا انتظام اس کے
سپرد وسعہ یہ ہاتھ میں آتے ہی اس کی آنکھیں اور ہو گئیں باپ نے ہر چند دبانا چاہا
مگر ہاتھی کے دانت نکل چکے تھے اس کان سنتا اور اس کان اُڑا دیتا۔

گرمی کا موسم تھا اور جیٹھ کا مہینہ موودد نہانے جا رہا تھا کہ فالج گرا ایک
ہاتھ اور ایک پاؤں بالکل ہی بیکار ہو گیا منہ پر کچھ ایسا پڑا کہ زبان اُلٹتی تک نہ
تھی بمشکل تمام اُٹھا اٹھو زنانہ میں لائے پلنگ پر لٹا دیا پردے چھوڑے حکیم آیا
ڈاکٹر جمع ہوئے مگر افاقہ کی کوئی صورت نظر نہ آئی تیسرا دن تھا اور شام کا وقت کہ
وددو نہا دھو کپڑے پہن پہنا ہوا خوری کو جاتے وقت کھڑے کھڑے باپ کو
بھی دیکھنے آیا موودد بہت مشکل سے ایک آدھ بات کر سکتا تھا اشارے سے
بیٹے کو بٹھایا اور اشارے ہی سے کہا کہ تیل کی مالش کی ضرورت ہے وددو بھلا باپ کی

اس ضرورت کی کیا پرواکرتا ہوا خواری کا وقت سیر سپاٹے کے دن جانے کو دیر ہو رہی تھی ایک ایک لمحہ گھنٹہ تھا بہت اچھا کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا اور چل دیا +

عید والے روز سے آجتک موؤدہ نے اپنی صورت باپ کو نہ دکھائی تھی مگر جس روز سے بیمار ہوا اس روز سے ہر نماز کے بعد بلبلا بلبلا کر اسکی تندرستی کی دُعائیں مانگتی اس نے باپ کی بہار تو کیا پیار بھی نہ دیکھا تھا مگر فطرتی جوش تھا کہ پردے کے پاس کھڑی دُور سے بلائیں لیتی اور نثار ہوتی باپ کی ضرورت اور بھائی کی لاپرواہی اس نے اپنی آنکھ سے دیکھی اور کان سے سُنی تڑپ گئی مگر مجبور تھی کہ سامنے جانے کا حکم نہ تھا محض معذور تھی کہ اس کا ایک ہاتھ بالکل ہی بیکار تھا شام سے رات ہوئی اور رات بھی آدھی موؤدہ ڈرتے ڈرتے باپ کے کمرہ میں داخل ہوئی روشنی دھیمی کی اور تیل کی شیشی اُٹھا آہستہ سے اس کی پائینتی پاس بیٹھی اس خیال سے کہ صورت دیکھ کر باپ کو اذیت نہ ہو اس کا دل دھکڑ دھکڑ کر رہا تھا اس نے اپنی گردن گھٹنوں میں دے کر مُنہ چھپالیا اور مالش شروع کی یہ وہ وقت تھا کہ گھر کے تمام آدمی نیند کی لپیٹ میں بیہوش تھے اور صرف ایک بدنصیب ہستی موؤدہ اپنی جان دشمن حقیقی باپ کی خدمت میں مصروف تھی گرمی سخت تھی اسکے موٹے کھدی کپڑے پسینے میں شوربہ شور تھے اور جس باپ کی لونڈیاں تک ململ اور لٹھے سے گھبرا رہی تھیں وہ گاڑھے میں خاموش تھی پٹھوں اور رگوں میں گرم تیل کی حرارت پہونچی اور موودہ کی آنکھ کھلی پہلے سمجھا محسنہ ہے مگر گزری کے گرتہ نے اس خیال کو بدل کر اس کی محبت کا پتہ دیا جس کی جان کا دشمن تھا تیمارداری کی رات کا باقی حصہ مریض کی طرح آنکھوں میں کٹا یہانتک کہ نماز فجر کی اذان کان میں آئی تو موودہ نے دیکھا کہ بچی نے گڑگڑا کر باپ کی صحت کیواسطے ہاتھ اُٹھائے آنسو جاری تھے اسکے قدموں پر آنکھیں ملیں اور اُلٹی ٹانگ کو جو بچس تھی بوسہ دیکر کھڑی ہوئی اس خیال سے کہ گئیں

باپ کی آنکھ نہ کھل جائے اور میری صورت دیکھتے ہوئے آگے بڑھی اور باہر چلی گئی۔ متواتر سات راتیں اسی طرح گذریں کہ محسنہ اور موٗدہ دونوں ماں بیٹیوں نے پلک سے پلک نہ جھپکائی ماں آگ اور رواڑ دیتی اور موٗدہ مالش کرتی اب موٗدودہ کی حالت میں آسمان زمین کا فرق تھا یہ تو نہ ہوا کہ ایکا ایکی اپنے پاؤں سے کھڑا ہو جائے مگر ہاں اتنا ہو گیا کہ خفیف سی حرکت پیدا ہو گئی +

(۹)

حالت میں فرق اور مرض میں تخفیف ہونے کے بعد موٗدود کے خیالات نے پھر پلٹا کھایا اب تک یہ تھا کہ موٗدہ تیل مل رہی ہے آنکھ کھل گئی دیکھ لیا اور پہچان لیا مگر آنکھیں بند کرلیں اور وہ مالش کرتی رہی لیکن اب پھر صورت زہر معلوم ہونے لگی موٗدود انسان تھا اور انسان بھی وہ جس کی دانائی دُور دُور مشہور تھی مگر عقل حیران ہے کہ شروع سے اب تک زبان سے تو نہیں مگر حالات سے موٗدہ اچھی طرح ثابت کر رہی تھی کہ بدنصیب لڑکیاں کس طرح ماں باپ کی غمگسار اور ان کی صورت پر نثار رہتی ہیں لیکن نہ معلوم اس عقلمند کے پہلو میں کس قسم کا دل تھا کہ ان واقعات پر بھی کسی دن رتی بھر نہ پسیجا اور اب صرف افاقہ ہی ہونے پر حالانکہ ابھی تک تندرستی کا پورا یقین نہ تھا اس محسن بچی کا کانٹا کھٹکنے لگا اسوقت موٗدہ کی عمر اکیس سال کی تھی اور ماں کے سوا کسی کے دل میں یہ خیال کبھی پیدا ہی نہ ہوا کہ اس کا نکاح ہونا چاہیئے موٗدود کو کبھی حالت مرض میں بھی پہلے بھی اور پیچھے بھی خیال اگر آیا تو نکاح کا نہیں کسی طرح اس کے اس طرح غارت کر دینے کا کہ پھر دوبارہ صورت نظر نہ آئے حکیم کی ہدایت کے بموجب موٗدود کو کبوتر کا شوربا مل رہا تھا +

ایک رات کا ذکر ہے کہ محسنہ بچوں کو کھانا دے رہی تھی اسنے دیکھا کہ موٗدہ جو کی

روکھی روٹی کھارہی ہے محسنہ اس کوشش میں پہلے بھی کئی دفعہ ناکام ہوچکی تھی جب سے
موءُودہ کو ہوش آیا اور یہ علم ہُوا کہ باپ مجھے اس حال میں رکھنا چاہتا ہے اس نے
اسکی تجویز سے آگے ایک قدم نہ بڑھایا محسنہ اسوقت دو چپاتیاں اور تھوڑا سا سالن
لیکر لڑکی کے پاس آئی اور کہا لے موءُودہ یہ کھالے ۔

موءُودہ نے ماں کی صورت دیکھی آنکھ میں آنسو بھر آئے کہنے لگی ۔

جو اللہ نے میری تقدیر میں لکھ دیا وہ کھارہی ہوں اباجان نے جو مقرر
کردیا آپنے جو کچھ دلوادیا میرا حق وہی ہے مَیں اس سالن روٹی کا مزہ کیا جانوں
زبان آج تک جس ذائقہ سے آشنا نہیں ہوئی مَیں اس کی قدر کیا پہچانوں گی مالک
کی بلا اجازت یہ کھانا جائز نہیں ۔

موءُودہ کی گفتگو کیا خود موءُودہ ہی ماں کیواسطے ایک مصیبت کا پہاڑ تھی اسکی
صورت دیکھتی اور کُڑھتی اس کی حالت دیکھتی اور روتی اسکی مصیبت دیکھتی اور تھرتھراتی
اسوقت موءُودہ کی یہ گفتگو ایک نشتر تھا جسنے ماں کے زخم کو چھیڑدیا بیتاب ہوگئی مگر
اس خیال سے کہ کہیں رونے کی آواز نہ نکل نہ جائے کوٹھری میں جا پھوٹ
پھُوٹ کر روئی اور آنسو پونچھ باہر آئی مگر اس واقعہ کا اتنا اثر ضرور ہُوا کہ صبح کے
وقت جب تینوں لڑکے باپ کے پاس بیٹھے تھے اس نے شوہر سے کہا ۔

مَیں عرصہ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں لیکن تمہاری طبیعت درست نہ تھی اسلئے
خاموش رہی اب خدا کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس نے اپنا فضل کیا ۔

وودُود۔ فرمائیے ۔

محسنہ۔ خود ان سے تو دریافت کرلو جن سے کہنا ہے ۔

مودودنے گردن کے اشارہ سے اجازت دی تو محسنہ نے کہا ۔

بدنصیب موءُودہ اسوقت اکیسویں سال میں ہے مصیبت کی کوئی حد اور آفت کی

کوئی انتہا ہو اگر آج کسی سے کہا جائے تو کون یقین کرے گا کہ جس ماں کے ہاتھوں سینکڑوں روپیہ ماہوار صرف ہوں اس کی بچی کو موٹے جھوٹے کپڑے اور مستی کُستی اناج کے سوا دنیا کی ہر چیز حرام ہے میں تم کو نہیں کہتی مگر مجھ کو ایک روز خدا کو بھی مُنہ دکھانا ہے کیا کہوں گی اور کیا کروں گی آخر کسی طرح یہ مصیبت ختم بھی ہو گی یا نہیں میں یہ نہیں کہتی کہ شریف ہو معقول ہو امیر ہو بلا سے روپیہ کا مودور ہو مگر اس کے دو بول پڑھا کر بدنصیب کو نکال باہر کرو۔

مودود نے بہ مشکل اتنا جواب دیا۔

میں اسی روز کے واسطے زندہ رہا تھا کہ داماد کی صورت دیکھوں۔

محسنہ۔ صورت دیکھنے کی کیا ضرورت ہے منع کر دو کہ اس گھر پر نہ آئے۔

وُدُود۔ نکاح تو خیر ایسی تکلیف دہ چیز نہیں ہاں سب سے بڑا اندیشہ ترکہ کا ہے کہ یہ اسوقت تو مٹی بلائی بنی بیٹھی ہے بعد میں رنگ لائیگی کہ ترکہ کی وارث ہوں یہ بچہ تو ہے نہیں ہبہ نامہ پر اس کے دستخط موجود ہیں اگر ایک دستاویز پر یہ اور دستخط کر دے کہ میں ترکہ کا دعویٰ نہ کروں گی تو ہم اس کا نکاح کر دینگے۔

محسنہ۔ تم ایک چھوڑ چار پر لکھو تو وہ دستخط کر دے اس بیچاری کو کیا انکار ہے مگر کسی طرح اس بدنصیب کی مصیبت ختم کرو۔

مودود نے پہلے بیوی کی طرف اور پھر لڑکے کی طرف گھورا مگر زبان سے کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ وُدُود اُٹھ کر باہر گیا اور جلدی سے ایک کاغذ لا باپ سے کہا آپ کے ارشاد کے موافق یہ میں نے تیار کروالی تھی مگر بیماری کی وجہ سے سُنا نہ سکا آپ سُن لیجئے یہ کہہ کر وُدُود نے باپ کو دستاویز سُنائی اور جب اس نے اتفاق کر لیا تو ماں کو دی کہ چلو میرے سامنے دستخط کروا دو۔

گرمی کی چلچلاتی دھوپ میں جب چیل انڈا چھوڑ رہی تھی موؤدہ کمبل کپڑے

پہنے قرآن شریف کی تلاوت میں مصروف تھی کہ ماں نے وہ دستاویز دے کر کہا لو اس پر دستخط کردو موؤدہ اُٹھی دستاویز کو پڑھا اور کہا بہت اچھا۔

یہ کہہ کر موؤدہ نے دستخط کئے اور بھائی سے کہا اباجان کی سلامتی میں تعلقہ آپ کو مبارک بھائی جان میں نے توکبھی بھول کر بھی ایسا خیال نہیں کیا آپ کیوں وہم کرتے ہیں مجھے تو خدا عزت آبرو سے آپ کی دہلیز پر یہ دو جوڑے سالانہ اور ڈیڑھ پاستی آٹا مہیئے جائے یہ ہی میرا علاقہ اور مال ہے اور اگر یہ بھی آپکی یا اباجان کی رائے میں زیادہ ہو تو میں اس کے بدلے کچھ خدمت کردیا کروں۔

ودُود اسوقت باغ باغ تھا اس نے جلدی سے آکر باپ کو مکمل دستاویز دکھائی اور کہا اباجان اماجان کی رائے کا منشا کچھ بھی ہو مگر مصلحت یہ ہی ہے کہ ہم اس کا نکاح کر کے دیکھیں تو سہی یہ کیا رنگ لاتی ہے ہاں نکاح کسی ایسے شخص سے کرنا چاہئے جو اپنے قبضہ کا ہو۔

کچھ بیوی کا اصرار تھا کچھ بیٹے کی ترغیب موود و نیم راضی ہوگیا مگر اسی شرط پر کہ نکاح کسی ایسے شخص سے ہو جو بالکل ہی اپنا غلام رہے اور اس نکاح کا منشا محض موؤدہ کی آزمائش ہو۔

دونو باپ بیٹے بہت دیر تک سوچتے رہے مختلف نام زبانوں پر آئے مگر کبھی موود و مخالفت کرتا تھا کبھی ودُود آخر مُلا احمد ایک شخص ذہن میں آیا یہ بنگالی طالب علم تھا اور صورت سے مسکین معلوم ہوتا تھا مسجد میں رہتا تھا اور مدرسہ میں پڑھتا تھا ودود کی رائے تھی کہ ایک مختصر مکان دے کر دونوں میاں بیوی کا پندرہ روپیہ مہینہ مقرر کردینا چاہئے مگر مود و د نے اس کو پسند نہ کیا اور تجویز یہ ہوئی کہ بالفعل نکاح کردو اگر یہ سیدھی طرح رہی تو ایک ہزار روپیہ نقد دے کر اس کو بھی بنگال بھیجدینگے۔

کجا مسجد کا ملانا کجا تعلقہ دار کی لڑکی جنم نہ دیکھا بوریا سینے آئی کمخواب احمد کبھی کہنے والے کی صورت دیکھتا تھا کبھی اس کی اسے تو نکاح کے بعد بھی شبہ ہی رہا کہ نہ معلوم اس میں کیا بھید ہے +

مودودا اور ودود دونو کا وہم تھا کہ وداع رنگ دیکھ کر موءودہ بدنصیب جو گرمی میں ٹھنڈے پانی اور جاڑے میں آگ کی انگیٹھی کو ترسی دھوتر پہنی اور چٹنی کھائی باپ بھائی سے کیا دغا کرتی تمام عمر میں ایک دفعہ دستخطوں والے روز بھائی سے اتنی بات بھی کر لی مگر آنکھیں نیچی سے اونچی نہ ہوئیں +

مودود کی حالت میں افاقہ تو تھا مگر مرض کچھ ایسا پیچیدہ تھا کہ ابھی تندرست اور ابھی بیمار ٹانگ تو ابتک کام کے قابل نہیں ہوئی اس سے تو بحث نہیں باقی تمام جسم کے اعتبار سے تندرست تو نہیں کبھی بیمار اور کبھی خاصا سب سے بڑی ضرورت اسی تیل کی تھی یہ خدا کا شکر ہے نوکر بھی تھے مامائیں بھی مگر گھر ستی آدمی بیوی والا بچوں والا عزیز اسوقت بھی کام نہ آئے تو کیا میدان حشر میں آئے مگر بیوی معذور لڑکے کہنے کو ایک چھوڑ تین لیکن دونو خیر نادان ایک ہوشیار وہ کہے باپ کل کا مرتا آج مر جائے اور ٹانگ چھوڑ ہاتھ سے بھی اپاہج ہو جائے +

اب لے دے کر رہی ایک موءودہ وہ غریب ہر وقت اور ہر طرح سے حاضر تھی نوکر کو عذر ماما کو عذر بیوی کو عذر بیٹے کو عذر مگر اس بدنصیب کو عذر نہیں ہم تو جہاں مودود کو غیر معمولی عادت کا انسان اور لاثانی باپ سمجھتے ہیں وہاں موءودہ کو بھی مستثنیٰ عورت اور بے مثل بیٹی چیونٹی تک کی دب کر کاٹ لیتی ہے مگر اس کی تیوری پر کبھی میل نہ آیا یہاں تک کیفیت ہو گئی تھی کہ تیل کے وقت تو آنکھیں بند کئے چپ پڑا ہے اور اس کے بعد حکم نہیں کہ اس کی آواز کان میں آجائے +

جس شخص کی طبیعت گھڑی میں تولہ گھڑی میں ماشہ ہو اسکی صحت اور علالت

دونوں پائدار نہیں اور جس مریض کی بیماری کا یہ رنگ ہو کر مہینوں گذرجائیں مگر نہ اچھا ہو اس سے اوپر والے بھی اکتا نہ جائیں تو کیا کریں بالخصوص ان حالات میں جو موؤدہ اور اسکے متعلقین کو پیش آرہے تھے دو دو ڈاکٹر کے ہاں سے دو شیشیاں ملنے اور پینے کی لا پایہ کہنا مشکل ہے کہ قصداً یا سہواً اگر سہو بھی تسلیم کر لیا جائے تو لاپروائی یقینی اور قطعی موؤدہ سامنے کھڑی تھی اسکو دیں اس نے اسی طرح لے جاکر ماں کو دیدیں واقعات سامنے ہیں اگر محبت جھوٹی ہے تو موؤدہ کو بھائی پر بہتان اُٹھانے کی ضرورت نہ ہمت یا وہ تیرہ برس کا لڑکا دودھ پیتا بچہ نہیں خود اس کا بیان ہے کہ موؤدہ نے دوا کے وقت بھائی جان کو شیشی دی انہوں نے اپنے ہاتھ سے دوا گلاس میں ڈالی اور جُوں کی توں موؤدہ نے لاکر ماں کو دی ماں نے باپ کو موؤدہ کے حلق سے ایک قطرہ بھی نہ اُترا تھا کہ اس نے فوراً دوا کی کُلی کی اور کہا "زہر دیا گیا"۔

موؤدہ دوڑا ہوا آیا اور کہا بیشک زہر دیا گیا یہ کارروائی موؤدہ نے جان کر کی زہر بیشک زہر دشمن دشمن قاتل قاتل ۔ اتنا بڑا واقعہ اور اتنے بڑے آدمی کا واقعہ آناً فاناً تمام شہر میں خبر مشہور ہو گئی مردانہ میں دوست آشنا زنانہ میں عزیز اقارب باہر نوکر اندر مامائیں غرض ہر طرف مبارک سلامت کی دھوم تھی زہر موؤدہ پر لپ گیا بڑے سے چھوٹے تک اور اندر سے باہر تک کوئی متنفس ایسا نہ تھا جسکو موؤدہ کے زہر دینے میں کلام ہو بیویاں جو مبارکباد کو آرہی تھیں پہلے موؤدہ کو دیکھتیں اور پھر موؤدہ پر لعنت بھیجتیں جو اپنی کوٹھری میں خاموش بیٹھی تھی ۔

ملامت لگاتار ہیر تیغ ہوتے ہوتے آسمان سے باتیں کرنے لگا عورتیں اسکے چاروں طرف جمع تھیں اور کہہ رہی تھیں ۔

"یہ ہے ایسی ڈائن لڑکی جو باپ کو زہر دے"۔

موؤدہ کی نگاہ نیچی تھی وہ خود خاموش تھی مگر اس کا دل کہہ رہا تھا کہ زمین پھٹ جائے

اور میں سماجاؤں آسمان ٹوٹ پڑے اور میں مر جاؤں شام کے وقت جب عورتیں چلی گئیں اور وُدود نے آکر کہا غارت ہو جاتی تو کمبخت اس سے پہلے کہ ابا جان کی موت کا خیال تیرے دل میں پیدا ہوتا تجھ جیسی ہزار زندگیاں ان ایک پر قربان سامنے سے ہٹ ناہنجار غارت ہو اور اب اپنی صورت گھر بھر میں کسی کو نہ دکھا" تو اس نے حسرت سے ماں کی صورت دیکھی اور پھر وہی نگاہ آسمان کی طرف اُٹھائی گویا اس کی بیگناہی کا شاہد ماں اور خدا کے سوا کوئی نہیں ۔

ایک بدنصیب لڑکی جس نے خوشحال گھر میں جنم لیا اور آنکھ کھول کر یہ دیکھا کہ جو کھانا نوکروں اور جانوروں تک کو میسّر آتا ہے وہ میری تقدیر کا نہیں جو کپڑا لونڈیوں باندیوں تک کو عطا ہوتا ہے وہ میرے نصیب کا نہیں باپ جس کے کلیجہ کا ٹکڑا ہوں جان کا دشمن اور بھائی جو میّا جائے ہیں صورت سے بیزار اس الزام پر لرز لرز کر روئی اور کانپ کانپ کر تھرائی وہ اب ہر طرف دیکھتی تھی کہ شاید کسی زبان سے کسی کونہ سے کسی سمت سے حق کی آواز کان میں آئے اُستانی کا مُنہ تکتی تھی ماں کی صورت دیکھتی تھی بھائی پر نظر ڈالتی تھی مگر کوئی آواز اس کی حمایت میں کوئی شہادت اسکی صداقت میں کوئی ذی روح اس کی صفائی کا اور کوئی بھلائی اس کی بے گناہی کا شاہد نہ تھا ۔

وُدود باپ کے خوش کرنے کو جو جو منہ میں آیا کہتا رہا اسوقت موؤدہ گم سُم نیچی نگاہ کئے خاموش کھڑی تھی جب وُدود نے غصہ میں آگے بڑھ کر کہا سامنے سے ہٹ جا نہیں تو جان سے مار ڈالوں گا تو وہ ٹھنڈا سانس بھر کر پیچھے ہٹی بدن میں ایک سنسنی آئی اور جی میں کہا کیا دُنیا کی ہر لڑکی ایسی ہی بدنصیب ہے کیا ہر بیٹی کی پرورش اسی طرح ہوتی ہے کیا کوئی ایسا نہیں کہ مجھ کو اس مصیبت سے چھٹکارا دلوائے چکر آیا اور چکر کے ساتھ نیچے گرتے ہی بیہوش ہو گئی ۔

کیسی توجہ اور کس کی تدبیر وُدود نے بآواز بلند کہا یہ اور مکر گانٹھا خبردار جو کسی

اُٹھایا فریبی کہ پڑا رہنے دو سردار کو اتنا کچھ کہا اور ابھی فریب سے باز نہیں آتی ماں باپ بھائی نوکر ماما ئیں سب دیکھ رہے تھے کہ ایک مظلوم لڑکی صرف اسلئے کہ وہ لڑکی کیوں ہے ایک مکان کے صحن میں بیہوش پڑی تھی مگر اتنا کوئی نہ سُنا کہ عطر نہیں تو اس کو مٹی ہی سُنگھا دیتا۔

مودودیہ سب کچھ دیکھا اور سُن رہا تھا اس نے ودُود کو پاس بُلایا اور کہا احمدؔ کو لاؤ زہر کی خبر وہ بھی سُن چکا تھا اور یہ بھی کہ میری ہی بیوی نے یہ گل کھلایا نادم و شرمسار سامنے آیا تو مودود نے آہستہ سے کہا ڈولی لاؤ اور اس کمبخت کو ابھی یہاں سے لے جاؤ کرایہ مَیں دوں گا فوراً اس کو لے کر اپنے وطن روانہ ہو جاؤ۔

(۱۰)

صُبح کے سات بجے محسنہ ایک پلنگ پر خاموش لیٹی ہے اس کے برابر آرام کُرسی پر مودود پڑا ہے اس کے دو بچے بڑا اور منجھلا دونوں طرف بیٹھے ہیں چند لمحہ خاموش رہنے کے بعد ماں نے ودُود کی طرف دیکھا اور کہا۔

تم لوگ اگر اس مرض سے واقف ہوتے جس میں مَیں گرفتار ہوں اس درد سے باخبر ہوتے جس نے میری جان پر بنا دی اس مصیبت کو سمجھ سکتے جس نے میری یہ حالت کر دی اس ماتا کو پہچان سکتے جسنے دُنیا میری نگاہوں میں اندھیر کی تو آج مجھ سے معافی ہم کے خواہشمند نہ ہوتے اگر باپ خدا اور رسولؐ سے برگشتہ ہو کر اسلام سے پھر چکا تھا تو یہ تمہارا کام تھا کہ جس باپ کے احسانات سے تمہاری گردن سبکدوش نہیں ہو سکتی اس کی غلطیوں کی تلافی کر دیتے اور انصاف کے چھینٹوں سے اس آگ کو ٹھنڈا کرتے جو اُسکے مظالم نے عالم بالا میں بھڑکائی اور اس فانی علاقہ کے جو باپ کی طرح ایک روز تم سے بھی علیحدہ ہونے والا ہے اتنے گرویدہ نہ ہوتے کہ دُنیا تمہاری بیوقوفی کا مضحکہ اُڑاتی جس بدنصیب کو تمہاری آمدنی میں سے پانی کا

ایک ٹھنڈا قطرہ بھی میسر نہ ہوا جس کا جسم لٹھے اور ململ کو ترستا ہوا ماں کی چوکھٹ سے رخصت ہوا آج وہ تم سے ہزاروں کوس دور پڑی ہے جس طرح وہ تمہارے راج میں وداع ہوئی اس کی مثال شاید اس سے پہلے دنیا نے نہ دیکھی ہوگی جس کر موں جلی کا کھٹکا تم کو اتنا ہے کہ مجھ بد نصیب ماں کے مرض الموت میں معافی کے کوشاں ہو وہ شاید تمہاری صورتوں کو ترستی دنیا سے اٹھ گئی تم نے علاقہ کی تقسیم اس کی وجہ سے کی تم نے دنیا کو دین پر بے ایمانی کو انصاف لا مذہبی کو اسلام پر لالچ کو خدا پر اور رواج کو شرع پر ترجیح دی اور اب یہ اندیشہ ہے کہ وہ مہر کا دعویٰ نہ کرے ذرا عقل پر زور دو اور ہوش سے کام لو ایک بے کس اور بے بس پردہ نشین اور مصیبت زدہ عورت تمہاری صاحب ثروت اور شریک حکومت جماعت کے مقابلہ میں جو اپنی تجویز یعنی رواج کی عاشق اور خدا کے ارشاد کی جانی دشمن ہے کس طرح کامیاب ہو سکتی ہے جس طرح ریگستان عرب کے جلتے بھلتے تودے تمہارے خنجاروں کا سامنا نہیں کر سکتے اسی طرح اس رسول ہاشمی کا فرمان جس کو آج دنیا سے اٹھے چودہ سو برس کے قریب ہو گئے تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتا مگر یہ سوچ لو تم تمہارا علاقہ تمہارے لڑکے تمہارا رواج فنا ہونے والے لیکن جس کو مٹاتے ہو وہ زندہ رہنے والا جس کو مٹاتے ہو وہ روشن ہونے والا اور جس کو برباد کرتے ہو وہ باقی رہنے والا ہے موءودہ ایک لڑکی کی حیثیت میں تمہارے گھر پر نازل ہوئی تم نے جس کو زحمت سمجھا وہ رحمت تھی اور جس کو عذاب سمجھا وہ ثواب تھا کیا انصاف اسی کا نام اور عقل کے یہی معنی ہیں کہ ایک ماں کی دو اولادیں ایک باپ کے دو بچے ماں کے سامنے اور باپ کی موجودگی میں اس طرح پرورش پائیں کہ ایک پھولوں کی سیجوں پر اور دوسرا ببول کے کانٹوں میں پیارے وودو بد نصیب موءودہ غالباً دنیا سے چل بسی علاقہ تم کو اور تمہارے باپ کو مبارک ہو نا شاد ماں عنقریب تم سے جدا ہو کر اپنی بد نصیب بچی کے

پاس پہونچنے والی ہے مگر تعجب تمہاری عقل پر افسوس تمہارے قیاس پر کہ ڈرتے ہو
اس سے جو بے زبان تھی خوف کرتے ہو اس سے جو کمزور تھی اور انتظام کرتے ہو اسکا جو
جوان ہو کر معصوم تھی مگر نہیں ڈرتے اس سے جس کی زبان بڑی جس کی طاقت وسیع
اور جس کا غصہ الامان الحفیظ ہے کیا یہ بات عقل میں آ سکتی ہے کہ وہ بدنصیب جسے
کوارپتہ میں جب باپ بھائی جیسی طاقت اس کے سر پر موجود تھی کسی ظلم پر اُف نہ کی
تو اب جبکہ وقت نے اس کا بل بوتہ ختم کر دیا تم سے ترکہ طلب کرے گی موؤدہ چلّے کے
جاڑوں میں چولھے کے آگے بیٹھ کر رات گذارنے والی بیگناہ بہن زہر کے الزام کی
سزاوار نہ تھی اس جرم میں کہ اس کی خاموش زبان ماں باپ بھائی کے سامنے نہ اُلٹ سکی
اس قصور میں کہ بے قصور نے زہر سے انکار کر کے تم کو نہ جھٹلایا اس کو حبس دوام کی
سزا ملی لیکن آج تم اور تمہارے باپ دونوں خوش ہوں کہ باپ نے جس بیٹی کی موت کی
ہمیشہ آرزو کی بھائی نے جس بہن کی زندگی کو سدا وبال سمجھا وہ غالباً دُنیا سے رخصت
ہو چکی یہ کہکر محسنہ نے بیٹی کا خط سرہانے سے نکالا سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا اسکے حرف نظر آتے تھے

"ہائے موؤدہ"

کہکر ایک چیخ ماری تیسی پلٹیں اور آنکھیں بند ہو گئیں۔

(۱۱)

میں اپنے خاندان اپنی برادری اپنے شہر کو چھوڑ کر پردیس میں شادی کرتا
مجھ پر ایسی کیا مصیبت آئی تھی تیرے باپ نے مجھ کو دھوکا دیا تیرے بھائی نے
مجھ سے فریب کیا اور تیری ماں نے مجھے دغا دی ہیں تجھ کو موؤدہ کی بیٹی سمجھا اور
یہ جان کر کہ لاکھ ڈیڑھ لاکھ روپیہ کا جہیز تیرے ساتھ ہو گا نکاح پڑھا مجھے
کیا علم تھا کہ تجھ سے زیادہ فقیر تجھ سے زیادہ ذلیل اور تجھ سے بڑھ کر کمین کوئی دُنیا میں
نہیں تیری وجہ سے میری تعلیم برباد اور میری زندگی غارت ہوئی مجھے تیرے پیسے کی نہ تو

نکاح کے بعد معلوم ہوئے ہیں غضب خدا کا سگی بیٹی اور آدمی کی کوڑیاں جہیز میں
نہیں لیکن تو تو ایسی ناہنجار عورت ہے کہ باپ اور بھائی کیا خدا اور فرشتوں تک
کو دشمن بنائے جس سنگدل کو باپ کے زہر دینے میں تامل نہ ہوا وہ اور کس کی
ہو سکتی ہے مجھے ہر وقت یہ ہی فکر سوار ہے کہ دیکھئے تو میرے ہاں کیا گل کھلاتی ہے
جو لپکے تجھے پڑے ہوئے ہیں یہ قیامت تک چھوٹنے والے نہیں یقیناً تو مجھے
بھی زہر دیگی یہ دوسرا ستم ہے کہ بیجیا کسی بات کا جواب نہیں دیتی +

موؤدہ۔ جو فرمایئے اس کا جواب دوں ان باتوں کا جواب اسکے سوا کیا ہو سکتا
ہے کہ آپ کا ارشاد درست مجھے جو حکم دیجئے وہ تعمیل کروں +

احمد۔ تو کمبخت اس قابل بھی نہیں ہے تیرا معمہ میری سمجھ میں نہیں آیا اور ایک
میں کیا دنیا حیران ہے کہ بھید ہے کیا میں نے اس روز عقیل سے پوچھ کر سب
باتیں تجھ سے کہدیں تو ناشدنی دعوے پر بھی راضی نہ ہوئی کہ مجھ پر تیرے نکاح
سے جو ستم ہوئے ہیں اس کے کچھ تو آنسو پچھتے +

موؤدہ۔ میں تو ان کی اور آپ کی دونوں کی فرمانبردار ہوں مجھے ان کے ارشاد کی
تعمیل سے انکار تھا نہ آپ کی مجھے اقرار ہے کہ میری وجہ سے آپ کو سخت تکلیف
ہوئی اور اس نکاح میں بیشک آپ کو دھوکا ہوا ابا جان نے جو ہزار روپیہ مجھ کو
دیئے تھے وہ میں نے حاضر کر دیئے آپ اور نکاح کی بابت فرماتے ہیں شوق سے
کر لیجئے میں آپ کی اور آپ کی بیوی کی دونوں کی لونڈی بن کر رہوں گی +

احمد۔ نکاح کو تو جو اصلی منگیتر ہے سگی چچا کی بیٹی اس سے ہوگا ہی مگر ہم کو کسی لونڈی
باندی کی ضرورت نہیں غریب آدمی اپنا ہی پیٹ پالنا مشکل ہے لونڈی غلام کس
برتے پر رکھیں گے جو اصل مدعا ہے سکو اڑائیے جاؤ کیتنے روز سے پیٹ رہا ہوں کہ جب
علاقہ موروثی ہے اور تو انکے پیٹ کی اولاد ہے تو تیرا حق ضروری ہے انہوں نے خوشی سے

نہیں دیا تو ہم عدالت کے ذریعہ سے لینگے وہ تو اب عمر بھر تیری صورت نہ دیکھینگے تیرے بھائی ودود مردود نے مجھ سے صاف کہدیا کہ آیندہ اس گھر کا رُخ نہ کرنا ٭

موؤدہ - میں تو سب کی لونڈی ہوں مگر اسوقت کیواسطے زندہ رہنا نہیں چاہتی کہ باپ پر دعویٰ کروں خدا اُس سے پہلے میرا پردہ ڈھانک لے اگر تم کو میرا روٹی کپڑا گراں ہو اور ہو گیا ہے اور ہونا چاہئے تو میں خود سلائی سی کر رہنے قابل پیدا کرلوں گی مُفت کی ایک ماما تم کو اور تمہاری بیوی کو کیا بُری ہے تم نے مجھے اس روز مارا مجھے شکایت نہیں میں اس کی سزاوار نہیں ایک دن اور ایک رات روٹی نہ دی مجھے بالکل گلہ نہیں اس کی عادت پڑی ہوئی ہے گاڑھے کے کُرتے بنوا دیئے یہ میرے سر آنکھوں پر ہمیشہ سے پہنتی آئی ہوں اسی طرح زندگی بسر کرنے کو موجود ہوں جو کھلاؤ گے وہ کھاؤں گی جو پہنا دوگے وہ پہن لونگی مگر یہ وعدہ کرتی ہوں جس قدر تمہارا صرف ہوگا اتنی مزدوری کردوں گی تم پر اپنا بوجھ نہ ڈالونگی ٭

احمد - میں دعویٰ کو کہتا ہوں اِس کا جواب دے ٭

موؤدہ - میں نے ابھی عرض کیا کہ مجھے تعمیل میں عذر نہیں مگر موت اسکے بعد زندگی سے بہتر ہے ٭

احمد - یہ بھی صرافاً تیری عیاری ہے اگر تجھے مکار اتنا لحاظ ہوتا تو باپ کو زہر کیوں دیتی

موؤدہ - میں اب بھی اباجان کو نہیں جھٹلاتی اگر انکی یہ رائے ہے تو صحیح ہوگی ٭

احمد - اللہ ری عیاری تیری گفتگو کے ہر فقرہ سے شرارت اور چالاکی ٹپک رہی ہے میں تو صاف صاف کہہ چکا جب تک تو اس گھر پر بیٹھی ہے ہرگز ہرگز میرا نکاح نہیں ہو سکتا اگر تو دعوے پر رضامند ہو تو خیر ورنہ مجھے طلاق دینی پڑے گی تاکہ یہ جھگڑا ختم ہو ٭

موؤدہ ....

احمد۔ بولتی کیوں نہیں مجھے شام تک یہ جھگڑا طے کرنا ہے ۔

موءُودہ ....

احمد۔ بول کمبخت خاموشی سے کام نہیں چل سکتا زبان سے پھوٹ میں نے
چچا صاحب سے وعدہ کیا ہے کہ شام تک معاملہ طے کردوں گا ۔

موءُودہ ....

احمد۔ کیا کمبخت عورت ہے میں کہہ رہا ہوں ہاں کریا نہ ۔

موءُودہ۔ آپ مالک ہیں میں کیا عرض کروں ۔

احمد۔ تو دعوی پر راضی ہے یا نہیں ۔

موءُودہ۔ میں عرض تو کر چکی دونوں کی لونڈی ہوں آپ کی بھی اُن کی بھی ۔

احمد۔ میں تجھ سے کہہ دیتا ہوں عمر بھر روئے گی اگر دعوے پر آمادہ ہو جائے تو گھر
بیٹھے سب کچھ آجائیگا عمر بھر عیش کیجیو ۔

موءُودہ۔ مجھے یہ تکلیف اس عیش سے بہتر ہے ۔

احمد۔ بس تو تو رضامند نہیں ہے ۔

موءُودہ۔ مجھے اقرار ہے نہ انکار آپ کی اور ان کی دونوں کی فرمانبردار ہوں ۔

اب احمد کا غصہ بڑھ گیا اسنے اپنے عزیز اقارب جمع کئے اور سب کو بٹھا کر
تمام واقعہ از ابتدا تا انتہا بیان کیا اور کہا میں اب اس عورت کو طلاق دیتا ہوں ۔

مسلمانوں کی یہ جماعت جس میں زیادہ تر عورتیں تھیں احمد کی داستان کو غور
سے سنتی رہیں الغرض ہر عورت بیاہی ہوئی تھی اور طلاق کے نتائج سے اچھی طرح
آشنا مگر ہر عورت نے احمد کی رائے سے اتفاق کیا اور طلاق کی صلاح دی ۔

دفعتہً احمد بھنا کر اُٹھا موءُودہ ایک ایک کی طرف دیکھ رہی تھی کہ احمد کی
تین طلاقیں اس کے کان میں پہنچیں اور غروب آفتاب سے قبل بدنصیب موءُودہ

ساتھ مہینہ کا بچہ پیٹ میں لئے شوہر کے گھر سے رخصت ہوئی ؛

(۱۳)

دوڈو ایک ہاتھ میں خط لئے دوسرے ہاتھ سے سر پکڑے بیٹھا ہے موڈودہ غور سے لڑکے کے چہرہ پر نظریں جمائے ہوئے ہے ایکا ایکی دوڈو نے پھر خط کی تہہ کھولی اور اس طرح پڑھنا شروع کیا ؛

امّا جان کی خدمت میں دست بستہ آداب۔ خط کا جواب کیا عرض کروں جس طرح آپ کی تابعدار تھی اسی طرح اُنکی رہونگی جسکے سپرد آپنے کیا کوارپتہ شادی سے بہتر تھا اور شادی کوارپتہ سے جب بھی خدا کا شکر تھا اور اب بھی ہے ابّا جان کی صورت دیکھے مدتیں ہو گئیں خدا ان کی عُمر دراز کرے نہ معلوم اب مزاج کیسا ہے ؛

امّا جان آپکی شفقت اور محبت کا شکریہ اگر میرا رونگٹا رونگٹا ادا کرے تو ممکن نہیں ہر وقت دُعا ہے کہ خدا آپکو اپنے گھر میں خوش رکھے لڑکوں کی بہار دیکھنی نصیب کرے شادی کی گھڑیاں آئیں اور بہوؤں کی پالکیاں اُتریں میرا حال پوچھ کر کیا کیجئے گا جو گذر گئی وہ اچھی جو گذر رہی ہے وہ خوب ہاں مار پیٹ نہ تھی یہاں وہ بھی میسّر آگئی مگر غور کیجئے تو مارنے والا پیٹ والا اور پٹنے والی سزاوار لیکن یہ انقلاب خدمت میں اور یہ تغیر اطاعت میں فرق نہ آنے دیگا آپکی کنیز تھی اُنکی لونڈی آپکی تابعدار اُنکی فرمانبردار ؛

ماں باپ جنم کے ساتھی ہیں کرم کے نہیں جو مقدر ہے اس کا مٹانیوالا کوئی نہیں دُنیا جس طرح گذری تھی گذر گئی اور گذر رہی ہے اب اندیشہ اُدھر کا ہے لیکن دُنیا کے ساتھ دین بھی نہ برباد ہو بظاہر تو ہوا اور ضرور ہوا ماں جسنے جان قربان کر خون جگر پلا جوان کیا ایک دن بھی میں بدنصیب اسکی خدمت نہ کر سکی باپ جس پر دُنیا اور آخرت دونوں کی فلاح کا دارو مدار تھا ایک دن بھی خوش نہ رہا شوہر جو خدائے مجازی ہے صورت سے بیزار اور نام سے متنفر المختصر دونوں جہان سے گئی اب سب کے

احسانات میرے دل پر نقش ہیں اباجان کہنے کو ناخوش ہوں مگر ایک رات جب تیل مل رہی تھی جس محبت کی نظر سے مجھ کو دیکھتے رہے وہ مرتے دم تک فراموش نہیں کرسکتی بھائی جان کی شادی پانچویں بقرعید کو تھی ہو گئی ہو گی رات بھر تڑپی اور دن بھر روئی کہ ہزاروں کوس دُور ہوں مجھے بیٹی سمجھ کر نہیں لونڈی خیال کرکے یاد فرمالیتیں پیاروں کو دُور سے دیکھ کر خوش ہو جاتی۔

آج دو مہینہ سے بخار روزانہ آرہا ہے دل اب جینے سے بھر چکا اسقدر عرض کرتی ہوں کہ میرا قصور سب سے معاف کروا دیجئے اباجان کے ایک دفعہ پاؤں چومنے کا ارمان اماجان جی میں لیکر جاؤں گی وہ مجھ سے ناخوش ہیں مگر منت سے کہو گی تو معاف کر دینگے۔ اماجان مجھے مرنا ہے اور بہت جلد تم دونوں پر سے انشاءاللہ قربان ہونگی خدا گواہ ہے میں نے اباجان کو جان کر زہر نہیں دیا۔

بخار چڑھا ہوا ہے زیادہ نہیں لکھا جاتا زندہ رہی تو پھر لکھوں گی سُنا ہے کہ اباجان میرا خط بغیر پڑھے پھاڑ دیتے ہیں اگر یہ خط آپ تک پہنچ جائے تو میرا قصور معاف کروا دیجئے گا میری حالت روز بروز خراب ہو رہی ہے مرجاؤں تو صبر اور مغفرت کے واسطے دُعا کیجئے گا۔ (آپ کی لونڈی موءودہ)

(۱۴۳)

رات کے ۲ بجے تھے کہ محسنہ نے مودودہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا۔

تم نے میری جو کچھ قدر و منزلت کی میرا منہ نہیں کہ اس کا شکریہ ادا کرسکوں یہ میری بدنصیبی تھی کہ پیٹ کو آگ لگی اور لڑکی پیدا ہوئی مگر میں تم سے کہدیتی ہوں کہ میری بچی بچی ہے جب پرسات بیٹے قربان تم نے اور میں نے دونوں نے دیکھا کہ کوارپتہ کا زمانہ اس نے کس طرح تمہارے ندر پر ختم کر دیا کہو تو سُننے والے شاید مشکل سے یقین کریں مہینوں نہیں برسوں دال اور چٹنی کے سوا کوئی غذا اس کمبخت کے پیٹ میں روٹی

پہونچانے والی نہ تھی ماماٸیں اور لونڈیاں زندہ ہیں بچے موجود ہیں کوئی کہدے کہ اس کی تیوری پر کبھی بل آیا ہو تم نے اس کا خط پڑھ لیا اب میری حالت لمحہ بہ لمحہ ردّی ہو رہی ہے میرے سامنے اس کا قصور معاف کردو کہ مجھے اطمینان ہو۔

موءودہ کو خود بھی اب بعض دفعہ مرض کی شدت میں یہ محسوس ہونے لگا تھا کہ اس کا غصہ خدا سے مقابلہ تھا خط پڑھ کر اسکی طبیعت پر اسقدر اثر ہوا کہ وہ تھوڑی دیر کے واسطے بالکل پتھر تھا اسوقت بیوی کی اس گفتگو سے کچھ ایسی دل پر چوٹ لگی کہ آنکھ میں آنسو آگئے اِدھر بیوی کی بیماری اُدھر اپنا مرض اس پر یہ معاملہ ہرچند غور کیا کہ کچھ کرسکتا ہو تو کرلے مگر دُودُو کو بُلا کر صلاح لی تو وہ کانوں پر ہاتھ دھر گیا بیٹے کی گفتگو سُنکر محسنہ نے موءودہ سے کہا یہ تمام عمر میں پہلا اتفاق ہے کہ میں اپنے کانوں سے تمہارے یہ محبت آمیز الفاظ اپنی بچی کے متعلق سُن رہی ہوں اپنے قدم آگے لاؤ کہ میں ان کو چوموں تم نے میری التجا سُنی میری درخواست قبول کی میری بات رکھی۔

اس کے بعد محسنہ نے بیٹے سے کہا۔

وُدُو میاں بہن تمہاری محبت کی بھوکی ہے مال کی بھوکی نہیں علاقہ خدا تم کو نصیب کرے اسے پروا نہیں تم اپنا جی نہ کڑھاؤ اتنا کہہ کر محسنہ کی طبیعت بگڑ گئی اور صرف یہ کہہ سکی۔

"مسلمان بچی مسلمان باپ کے مال میں ایک پیسہ کی حقدار نہیں" آنکھ سے آنسو جاری ہوگئے اور وہ منظر سامنے آگیا جب زہر کے الزام پر خاموش ایک ایک کا مُنہ تک رہی ہے اسوقت محسنہ نے پھر ایک چیخ ماری اور کہا۔

"ہائے بے گناہ موءودہ"۔

اس کے فقرے کے ساتھ ہی بیمار محسنہ کے ہاتھ میں شوہر کا ہاتھ اور روح عالم بالا کو سدھاری۔

(۱۴)

آفتاب غروب ہونے سے کچھ دیر قبل موءودہ اپنے مُردہ بچہ کو گود میں لئے قبرستان کے اندر داخل ہوئی اس نے ایک بڈھے شخص سے جو جھونپڑی میں بیٹھا حقہ پی رہا تھا کہا۔ اس بچہ کو دفن کر دیجئے گا؟

بڈھا۔ اور ہمارا کام ہی کیا ہے؟

موءودہ۔ مگر میرے پاس اسکا معاوضہ کچھ نہیں میں اس بچہ کو کفن بھی نہ دیسکی۔

بڈھا۔ بس تو آگے بڑھ۔

موءودہ۔ آپ مجھے زمین کھودنے کے اوزار دیدیجئے میں خود دفن کر دوں۔

بڈھا۔ کدال پھاوڑے کا کرایہ زمین کی قیمت دینی ہوگی نہیں تو چل یہاں سے۔

اب شام ہو چکی تھی نماز کا وقت تھا بچہ کی لاش ایک قبر پر رکھ کر موءودہ نے وضو کیا نماز پڑھی اور مُردے کو لے کر چلی۔

چاندنی رات تھی دریا سامنے لہریں لے رہا تھا کنارے پر پہونچی اور آسمان کی طرف دیکھ کر کہا "کیا کروں کوئی دفن نہیں کرتا" اتنا کہہ کر موءودہ نے بچہ کا مُنہ کھولا پیار کیا دریا میں پھینک دیا اور بآواز بلند

"اللہ اکبر"

کہہ کر آگے بڑھی۔

(۱۵)

مجھے تعجب اور حیرت ہے کہ اس شکل و صورت اور اس عادت و خصلت کی [illegible] کی پر ایسا کیا بجوگ پڑا کہ گھر سے باہر نکلی ولایت اس کے چہرہ سے اور [illegible] افت اسکی گفتگو سے ٹپک رہی ہے میرا خط جو تم اٹک کر بھی نہ پڑھ سکیں اپنے [illegible] روانی سے پڑھا ہے کہ میں دیکھ کر دنگ رہ گیا جب اس کی آنکھوں سے اور

انسانیت اس کی باتوں سے ظاہر ہو رہی ہے ذرا تم اس کو بلاؤ تو سہی ؛

سر سے پاؤں تک ایک چادر میں لپٹی ہوئی موٗدہ ایک بڈھے رئیس کے سامنے حاضر تھی ؛

رئیس ۔ بیٹی دیکھو تم میری بیٹی کے برابر ہو اور مجھے معلوم ہو گیا کہ تم کسی بہت بڑے باپ کی بیٹی ہو اگر تم مجھے پتہ بتا دو تو میں خود تم کو تمہارے گھر پہنچا آؤں ؛

موٗدہ ۔ یہ ایک راز ہے جس کا افشا میرے باپ کی آبرو خاک میں ملا دیگا آپ نے اپنے پوتے کی پرورش میرے سپرد کی ہے میں اس کی خدمت کروں گی اور پیٹ پالونگی ؛

موٗدہ کی غربت اس کی انسانیت اور شرافت کا سکہ دونو بڈھے میاں بیوی کے دلوں پر روز بروز نقش ہو رہا تھا آخر ایک روز رئیس کی بیوی نے موٗدہ سے کہا بیٹی کیا تم مجھے بتا سکتی ہو کہ تم شوہر والی تو نہیں ہو ؛

موٗدہ ۔ جی ہاں بتا سکتی ہوں دنیا میں میرا شوہر کوئی نہیں ؛

رات کو دونو میاں بیوی کی دیر تک اس مسئلہ پر گفتگو ہوئی اور صبح کو رئیس نے آکر موٗدہ سے کہا ؛

مجھے اب یقین کامل ہے کہ کسی شریف باپ کی بیٹی اور معقول خاندان کی لڑکی ہو تم جس میرے پوتے کی پرورش کر رہی ہو اس کی ماں سال گذشتہ میں انتقال کر گئی اور اب میری دلی آرزو ہے کہ میرا بیٹا حسن جو ولایت سے کامیاب ہو کر آیا اور اب شمالی ہندوستان یعنی تمہارے ہی ملک میں جج ہے تم اس کی بیوی بنو اور سچ مچ کی ماں بنکر اس بچہ کی پرورش کرو ؛

موٗدہ کی آنکھیں ابتک زمین میں گڑی ہوئی تھیں لیکن اسوقت وہ خود زمین میں گڑ گئی میاں بیوی کے اصرار سے موٗدہ خاموش ہو گئی اور شام کو اس کا نکاح حسن علی جج سے ہو گیا ؛

(۱۴)

آفتاب غروب ہونے سے کچھ دیر قبل موؤدہ اپنے مُردہ بچہ کو گود میں لئے قبرستان کے اندر داخل ہوئی اس نے ایک بڈھے شخص سے جو جھونپڑی میں بیٹھا حقہ پی رہا تھا کہا۔ اس بچہ کو دفن کر دیجئے گا؟

بڈھا۔ اور ہمارا کام ہی کیا ہے؟

موؤدہ۔ مگر میرے پاس اسکا معاوضہ کچھ نہیں میں اس بچہ کو کفن بھی نہ دے سکی۔

بڈھا۔ بس تو آگے بڑھ۔

موؤدہ۔ آپ مجھے زمین کھودنے کے اوزار دیجئے میں خود دفن کر دوں۔

بڈھا۔ کدال پھاوڑے کا کرایہ زمین کی قیمت دینی ہو گی نہیں تو چل یہاں سے۔

اب شام ہو چکی تھی نماز کا وقت تھا بچہ کی لاش ایک قبر پر رکھ کر موؤدہ نے وضو کیا نماز پڑھی اور مُردے کو لے کر چلی۔

چاندنی رات تھی دریا سامنے لہریں لے رہا تھا کنارے پر پہونچی اور آسمان کی طرف دیکھ کر کہا "کیا کروں کوئی دفن نہیں کرتا" اتنا کہہ کر موؤدہ نے بچہ کا منہ کھولا پیار کیا دریا میں پھینک دیا اور بآواز بلند

"اللہ اکبر"

کہہ کر آگے بڑھی۔

(۱۵)

مجھے تعجب اور حیرت ہے کہ اس شکل و صورت اور اس عادت و خصلت کی لڑکی پر ایسا کیا بجوگ پڑا کہ گھر سے باہر نکلی ولایت اس کے چہرہ سے اور شرافت اسکی گفتگو سے ٹپک رہی ہے میرا خط جو تم اٹک کر بھی نہ پڑھ سکیں اسنے کس روانی سے پڑھا ہے کہ میں دیکھ کر دنگ ہو گیا جب اس کی آنکھوں سے اور

انسانیت اس کی باتوں سے ظاہر ہو رہی ہے ذرا تم اس کو بلاؤ تو سہی ۔

سر سے پاؤں تک ایک چادر میں لپٹی ہوئی موءودہ ایک بڈھے رئیس کے سامنے حاضر تھی ۔

رئیس ۔ بیٹی دیکھو تم میری بیٹی کے برابر ہو اور مجھے معلوم ہوگیا کہ تم کسی بہت بڑے باپ کی بیٹی ہو اگر تم مجھے پتہ بتادو تو میں خود تم کو تمہارے گھر پہنچا آؤں ۔

موءُودہ ۔ یہ ایک راز ہے جس کا افشا میرے باپ کی آبرو خاک میں ملا دیگا آپنے اپنے پوتے کی پرورش میرے سپرد کی ہے میں اس کی خدمت کروں گی اور پیٹ پالونگی ۔

موءودہ کی غربت اس کی انسانیت اور شرافت کا سکہ دونو بڈھے میاں بیوی کے دلوں پر روز بروز نقش ہو رہا تھا آخر ایک روز رئیس کی بیوی نے موءودہ سے کہا بیٹی کیا تم مجھے بتاسکتی ہو کہ تم شوہر دار تو نہیں ہو ۔

موءُودہ ۔ جی ہاں بتا سکتی ہوں دُنیا میں میرا شوہر کوئی نہیں ۔

رات کو دونو میاں بیوی کی دیر تک اس مسئلہ پر گفتگو ہوئی اور صبح کو رئیس نے بلا کر موءُودہ سے کہا ۔

مجھے اب یقین کامل ہے کہ کسی شریف باپ کی بیٹی اور معقول خاندان کی لڑکی ہو تم جس میرے پوتے کی پرورش کر رہی ہو اس کی ماں سال گذشتہ میں انتقال کر گئی اور اب میری دلی آرزو ہے کہ میرا بیٹا حسن جو ولایت سے کامیاب ہو کر آیا اور اب شمالی ہندوستان یعنی تمہارے ہی مُلک میں جج ہے تم اس کی بیوی بنو اور سچ مچ کی ماں بنکر اس بچہ کی پرورش کرو ۔

موءودہ کی آنکھیں ابتک زمین میں گڑی ہوئی تھیں لیکن اسوقت وہ خود زمین میں گڑ گئی میاں بیوی کے اصرار سے موءودہ خاموش ہوگئی اور شام کو اس کا نکاح حسن ابن علی جج سے ہوگیا ۔

اس نکاح کے ساتویں روز موءُودہ نے ایک جلسہ کیا اور شہر کی تمام عورتوں کو جمع کرکے یہ تقریر کی ۔

میری عزیز بہنو! اسلام سے قبل عورت کی جو وقعت دنیا میں تھی وہ تم نے آنکھ سے تو نہیں دیکھی مگر کان سے سُنی ہوگی ابھی تاریخ میں ان لوگوں کے نام زندہ ہیں جنہوں نے کئی کئی جیتی جاگتی لڑکیاں عرب کے عمیق گڑھوں میں دفن کیں کیا دنیا اسوقت کو بھول سکتی ہے جب معصوم بچی نے جسکے دفن کیواسطے باپ گڑھا کھود رہا تھا یہ دیکھ کر کہ اسکی ڈاڑھی اور مُنہ خاک میں اٹ گیا اپنے معصوم ہاتھوں سے اسکی خاک پونچھی مگر قصائی باپ نے پھر بھی اس کو دفن کردیا جب یہ مظالم انتہا کو پہنچ گئے اور خدا کا غضب جوش میں آیا تو خاک عرب سے وہ پاک رسولؐ اُٹھا جس کی آواز عورت کی حمایت میں تمام دنیا پر غالب آئی اور خدائی فیصلہ نے بتادیا کہ جو حقوق عورت کو اسلام نے عطا کئے وہ دنیا کی کسی قوم اور کسی مذہب میں نہیں میری پیاری بہنوں قربان اس رسولؐ برحق کے جو ہم کو ہر قسم کی قید سے نکال کر گھر کی ملکہ بنا گیا مگر افسوس مسلمان جس طرح مذہب مقدس کے ہر رکن کو فراموش کرچکے اسی طرح عورت کے حق کو اور آج مسلمانوں کا شاید ہی کوئی گھر ایسا ہو جہاں بیٹا بیٹی کی پرورش میں امتیاز نہ ہو کون باپ ہے جو ایمان سے یہ کہدیگا کہ وہ بیٹی کے پیدا ہونے سے بمقابلہ بیٹے کے افسردہ نہیں ہُوا ۔

مسلمانوں نے ہماری ذلت یہیں تک ختم نہیں کی بلکہ ہمارے مقابلہ میں رواج کو شرع اسلام پر ترجیح دے کر اپنے پاک مذہب کو ٹھکرادیا ۔

مسلمان باپ اس سے انکار نہیں کرسکتے کہ جو خلوص جو محبت جو صداقت جو ہمدردی قدرت نے لڑکی کی ہستی میں ودیعت کی لڑکوں میں اسکا شمہ بھی نہیں مگر ہائے مسلمانوں کی بدنصیب قوم چار برس کی معصوم لڑکی محبت بھرے ہاتھ پھیلائے اور ظالم باپ اس جذبہ کی قدر نہ کرے ۔

مسلمانوں کے اسی مردود جذبہ کا شکار میں ہوں میں اس باپ کی بیٹی ہوں جسکا علاقہ

دس بارہ لاکھ روپیہ سے کم نہیں مگر میری زندگی ایسی گذری کہ خدا دشمن کی نہ گذارے +

لڑکیوں جو چیزیں تم کو ہر وقت میسر ہیں میں نے خواب میں بھی نہ دیکھیں سخت گرمی میں میرا جسم گاڑھے اور گزی سے ڈھکا اور چلّے کے جاڑوں میں پھٹے پرانے لحاف اور رضائیاں میں نے اوڑھیں لیکن میں نے صبر سے کام لیا اور اپنے مذہب مقدس کے احکام کو ہاتھ سے نہ دیا اس کا بدلہ جو کچھ خدا نے مجھ کو دیا اس کا شکر یہ مشکل بلکہ ناممکن +

بہنوں میری زندگی سے سبق لو اور ہر حال میں خدا پر بھروسہ رکھو جو کانٹوں پے بچھونوں کو دم بھر میں پھولوں بھری سیج بنا سکتا ہے +

(۱۶)

موءٔودہ کی طرف سے مُلّا احمد کی مختاری میں ماں کے مہر کا دعویٰ عدالت میں دائر ہے مودُود اور وَدُود دونوں باپ بیٹے عدالت میں موجود ہیں مقامی شہر کی زبردست شہادتیں پیش ہو چکیں مگر عدالت کی رائے اس یقین میں مذبذب ہے اسلئے مودود نے عُذر کیا کہ ہمارے ہاں رواج پر فیصلہ ہوتا ہے اور لڑکی کے ترکہ کا رواج نہیں +

رواج کے متعلق عدالت نے اکابر قوم اور عمائد شہر سے رائے پوچھی کثرت رائے نے مودود کے عُذر کی تائید کی مگر چونکہ عدالت خود مسلمان تھی اسلئے یہ عُذر مقبول نہ ہوا اور مودود کو اندیشہ ہوا کہ جائداد ہاتھ سے چلی جرح میں مجبور ہو کر مودود نے سوال کیا کہ مختار نامہ پر دستخط موءٔودہ کے ضرور ہیں لیکن اس کی حاضری کی اشد ضرورت ہے تاکہ وہ میرے سامنے آکر مجھ سے ترکہ مانگے +

مُلّا احمد نے جواب دیا کہ پردہ نشین عورت حاضر نہیں ہو سکتی کمیشن کے ذریعہ سے اظہار ہو جائے +

بحث کے بعد فیصلہ کی تاریخ مقرر ہوئی عدالت کا کمرہ کھچا کھچ آدمیوں سے بھرا تھا ڈاکٹر جسنے معافی مہر کی حالت صحت میں تصدیق کی کھڑا کچھ سوچ رہا تھا کہ ایک برقعہ پوش عورت

عدالت میں حاضر ہوئی موؤدہ کی طرف دیکھا اور کہا +

آسمان اور زمین تمہارے مظالم سے تھرا رہے ہیں جس طرح اپنی بیگناہ بچی کی پرورش تم نے کی اسکی مثال دُنیا میں نہ ملے گی آج وہ بچی اور اسکی ماں دونو دنیا میں نہیں ہیں مگر تم دونوں باپ بیٹے موجود ہو اور سوچ سکتے ہو کہ تم نے اسکے ساتھ کیا کیا +

وہ وقت جب عید کے روز تم نے دُنیا بھر کی نعمتیں کھائیں اور وہ کلیجہ کا ٹکڑا اسلئے کہ لڑکی تھی چٹنی کھا کر سوئی ہمیشہ رہنے والا نہ تھا کیا تم اُسوقت کو بھول سکتے ہو جب بیگناہ پر زہر کا الزام رکھا اور وہ بیہوش ہو کر گری +

کیا تم خدا کے اس فیصلہ کو بھول گئے جس کی خبر اس آیت نے دی اذا الموؤدۃ سئلت تم اس فرمانبردار لڑکی سے بدظن نہ ہو وہ جس طرح کوار پنہ میں تمہاری لونڈی تھی شادی کے بعد بھی رہی اس نے مُلا احمد کی طلاق منظور کی اور باپ پر دعویٰ منظور نہ کیا +

مُلا جھوٹا ہے اور دستخط فرضی +

اتنا کہکر عورت نے اپنا برقعہ اُٹھا کر موؤدہ کی طرف دیکھا تو اسکے کلیجہ کا ٹکڑا موؤدہ تھی چاہتا تھا کہ اس کے قدموں پر گرے مگر اس نے روک لیا اور کہا میں وہی لونڈی مگر مُلا احمد کی نہیں اب اس جج حسن ابن علی کی بیوی ہوں +

حاضرین تھرا اُٹھے ڈاکٹر آگے بڑھا اور کہا آج میں گواہی دیتا ہوں کہ موؤدہ بیگم بیگناہ ہیں ایک ہزار روپیہ دیکر مجھ سے زہر کی شیشی ودودہ نے تیار کروائی اتنا سُن کر موؤدہ نے ڈاکٹر کو روک دیا اور کہا نہیں اس شہادت کی ضرورت نہیں زہر دینے والی میں تھی اور آج اس قصور کی معافی باپ اور بھائی دونوں سے ہاتھ جوڑ کر مانگتی ہوں +

اتنا کہکر موؤدہ باپ کے قدموں میں گر پڑی اور چاروں طرف سے صداقتِ عمرؓ کے نعرے بلند ہوئے +

ختم شد

محمد حیات کاتب ہیرو کاتبان
چوک متی لاہور۔ ایبک آبادی

مشاہیر ہند
مادر ہند کے قابل ترین فرزندوں ملک کے مایہ ناز لیڈروں ہندوستان کے بلعث
فخر رہنماؤں کے باتصویر حالات زندگی۔ مہاتما گاندھی۔ پنڈت مالویہ۔ مسٹر تلک۔ ابوالکلام
آزاد بدرالدین طیب جی۔ داوابھائی نوروجی۔ بلبل ہند مسز سروجنی نیڈو۔ سر رابندر ناتھ ٹیگور
مسٹر بنرجی۔ محب وطن مسٹر گوکھلے۔ فنافی القوم مسٹر محمد علی اور دیگر خدام ملک سوانعمری۔ ار
زبان میں اپنی قسم کی پہلی کتاب ملک کا کوئی گھر اس کتاب سے خالی نہ رہنا چاہیے۔
قیمت مجلد (عہ) علاوہ محصولڈاک
الوارث
سرمست بادہ الست حضرت حاجی سید وارث علی شاہ صاحب کے
حالات زندگی۔ اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن بہت اضافہ کے
ساتھ چھپا ہے جس میں حضرت حاجی صاحب کا فوٹو اور انکے
مزار مقدس کا نقشہ بھی اضافہ کیا گیا ہے۔ حضرت سلطان عبدالمجید خانصاحب خلیفۃ المسلمین کی
حضرت سے بیعت ایک عیسائی کو آپکا حلقہ بگوش ہو کر اسلام لانا وغیرہ اس ساری خدمت کا
کریڈٹ حضرت سید مولانا غفور شاہ صاحب الحسانی الوارثی کو ہے جن کی کوشش سے
کتاب دوسری بار طبع ہوئی ہے عاشقان حضرت و مریدان سلسلہ وارثی کے ہر ایک خادم کو انکا
ایک ایک نسخہ منگا کر پڑھنا اور مقبول برکت و ثواب کیلئے گھر میں رکھنا نہایت ضروری ہے
قیمت باتصویر ۱۲؍ - بلا تصویر ۸؍
سیرۃ نعمان یعنی امام اعظم نعمان بن ثابت کے حالات زندگی۔ قیمت ۴؍
ملنے کا پتہ:- منیجر کارخانہ صوفی انجیات پنڈی بہاؤ الدین ضلع گجرات

آبِ حیات
آب حیات نے جسقدر نام پایا ہے اس کی مکمل تشریح کیواسطے ایک علیحدہ
کتاب کی ضرورت ہے عام طور پر ہر ایک انسانی بیماری کے دفعیہ کیواسطے
یہ اکسیر اعظم ہے۔ طرفہ یہ کہ اس کا اثر فوراً ظاہر ہوتا ہے۔ سر درد ہر قسم کی کھانسی۔
زکام۔ نمونیا اور ریح۔ وجع المفاصل۔ نقرس۔ امراض معدہ پر اس کا اثر فوراً ظاہر
ہوتا ہے۔ اور فساد خون۔ قولنج ہیضہ۔ طاعون۔ پھوڑا پھنسی اور دانت کے
درد اور ضعف بصارت کے لئے نہایت مفید دوا ہے آب حیات جس گھر میں
موجود ہے اس کو اور ادویات تیار کرانے کی ضرورت نہیں۔ ایک شیشی پچاس ۵۰
بیماریوں کیلئے دوا ہوتی ہے۔ آب حیات کے مقابلہ میں اور ادویات کے وزنی
بکس فضول ہیں۔ سفر و دیہات میں جہاں حکیم و ڈاکٹر نہیں مل سکتا وہاں یہ نعمت
عظمےٰ ہے۔ بڑے بڑے ڈاکٹر اور حکیم اس کے استعمال سے پانچ کے پچاس ۵۰
بنا رہے ہیں ناواقف اس کو استعمال کر کے پورا حکیم بن سکتا ہے
قیمت فی شیشی دو روپے (عہ)
ملنے کا پتہ: مینیجر کارخانہ صوفی آبحیات پنڈی بہاؤالدین
ضلع گجرات پنجاب

856789 (171357

171357 (10709
16
113
112
157
144
13

40) 10709 (267
80
270
240
309
280
29